عرضِ ناشر :

مومن کا سب سے بڑا سرمایہ ''توحید'' ہے اس کی نجات کا سب سے بڑا سہارا توحید ہے۔ جن وانس کی تخلیق کا مقصد ہی توحید ہے۔ انسان کے نامہ اعمال میں توحید سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں! اسلام کا پورا علم کلام اور شریعت کا سارا نظام توحید کے اردگرد گھومتا ہے۔ توحید ہی اول ہے اور یہی آخر ہے اسی سے اسلامی زندگی کی ابتداء ہوتی ہے اور اسی پر خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔ یہی جنت کی کنجی ہے اور یہی دنیا کی سعادت۔ اسی پر شفاعت موقوف ہے اور یہی تمام انبیاء کی دعوت کا نقطہ آغاز ہے۔

شرک سے بڑا کوئی گناہ نہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ ناقابل معافی جرم ہے لیکن نام کے مسلمان توحید کے نام پر شرک کر رہے ہیں۔ کتاب ہذا اسی اہم مسئلہ کو سمجھانے کیلئے شائع کی جارہی ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے بندوں کیلئے فائدہ مند بنادے۔ (آمین)

یہ کتاب ناشر سے **مفت** حاصل کی جاسکتی ہے۔

آپ کی دعاؤں کا متمنی

ناشر

محمد ولایت
مکان نمبر B/2-4509 دریاآباد گوالمنڈی راولپنڈی پاکستان
فون نمبر 051-5536554

سلسلہ اشاعت ۲۴۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایڈیشن نمبر ۴

فَادْعُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ

(مومن ۲۴ - آیت ۵)

تشریح: مسلمانو! خالص خدا ہی کی ذات کو مدِّنظر رکھ کر اُسی کو پکارو اگرچہ کافروں کو بُرا کیوں نہ لگے۔

قرآنی

درسِ توحید

ناشر

محمد ولایت

مکان نمبر B/2-4509 دریا آباد گوالمنڈی راولپنڈی پاکستان

فون نمبر 051-5536554

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَ نَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہِ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط

اَمَّا بَعْدُ!

فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَ خَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ ط

ترجمہ: "سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں (اس لئے) ہم اس کی تعریفیں کرتے ہیں اور (اپنے ہر کام میں) اسی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم اس (رب العالمین) سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور اسی (پاک ذات) پر ہمارا بھروسہ ہے، ہم اپنے نفس کی شرارتوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اور اپنے اعمال کی بُرائیوں سے (بھی) اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ (یقین مانو) کہ جسے اللہ راہ دکھادے، اُسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا، اور جسے وہ (خود ہی) اپنے در سے دھتکار دے، اس کے لئے کوئی رہبر نہیں ہوسکتا۔ اور ہم (تہِ دل سے) گواہی دیتے ہیں کہ معبُود برحق (صرف) اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور (اسی طرح اعماقِ دل سے) ہم اس بات کے بھی گواہ ہیں کہ مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وسلّم اس کے (خاص) بندے اور آخری رسُول ہیں۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور تمام راستوں سے بہتر راستہ مُحَمَّدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں، جو خدا کے دین میں اپنی طرف سے نکالے جائیں۔ (یاد رکھو) دِین میں جو نیا کام نکالا جائے وہ بِدْعَت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔"

نوٹ:۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وہ جامع خطبہ ہے جو حضورؐ اپنے ہر وعظ اور تقریر کے شروع میں پڑھا کرتے تھے۔ یہ خطبہ بہ الفاظ دیگر مسلم، ابوداؤد، ترمذی وغیرہ میں موجود ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نجات کی صرف ایک ہی راہ ہے

اللہ کے بندو! بربادی سے بچنے کی صرف ایک راہ ہے اور وہ یہ کہ:۔
اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اپنے آپ کو شرک کی گندگی سے یکسر پاک کرلو۔
نیک عمل اختیار کرتے رہو یہاں تک کہ اپنے مالک سے جا ملو، کھلی اور صاف اور واضح تبلیغ دین کا فریضہ ادا کرو۔ دنیا کی تاریخ میں جتنی قومیں برباد ہوئی ہیں انکی اصلی خرابی شرک تھی اور آج ہماری مسلم قوم بھی اسی چیز کی وجہ سے بربادی کے کنارے تک پہنچ گئی ہے۔
یاد رکھو! کہ عقیدہ کے اندر معمولی سے معمولی خرابی بھی ناقابلِ معافی جرم ہے، اسکے علاوہ اعمال کی ساری خرابیاں انشاءاللہ معاف ہو جائیں گی۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں شرک کو ہرگز معاف نہ کروں گا، اسکے علاوہ ہر خرابی کو جس شخص کے لئے چاہوں گا معاف کردوں گا۔
پروردگارِ عالم کو سب سے زیادہ نفرت اس بات سے ہے کہ اس کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرایا جائے یا اس کو چھوڑ کر کسی اور کو حاجت رَوا اور مشکل کُشا مان لیا جائے اِس بات کو وہ ظلم عظیم کا نام دیتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں مذکور ہے:۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ (لقمان ۱۳ پ ۲۱)

حق یہ ہے کہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔
حد یہ ہے کہ جو شخص بھی اس نجاست میں لت پت ہو کر بغیر توبہ کے مرجائے اسکو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہ کرے گا اور وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلتا رہے گا چاہے اس نے

نمازوں پر نمازیں پڑھی ہوں، روزوں پر روزے رکھے ہوں اور حج پر حج کئے ہوں
قرآن کی بے شمار آیتیں اس پر گواہ ہیں۔ یہ آیت ملاحظہ فرمائیے:۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ط

(النسآء ۱۶ پارہ ۵)

ترجمہ: "اللہ کے ہاں بس شرک ہی کی بخشش نہیں ہے۔ اس کے سوا سب کچھ معاف ہوسکتا ہے جس کو وہ معاف کرنا چاہے۔"

اِس آیت سے مسلمانوں کو سبق سیکھنا چاہیئے اور جو کلمہ بھی پڑھتے ہیں اور عقائد واعمال میں شرک بھی رکھتے ہیں۔ انہیں لرز جانا اور کانپ جانا چاہیئے اور موت سے پہلے پہلے ہر قسم کے شرک سے توبہ کر کے قرآن وحدیث کی پیش کردہ توحید پر ایمان لے آنا چاہیئے۔ آپ حیران ہوں گے کہ مسلمان بھی شرک کرتے ہیں؟ جی ہاں! مسلمان کلمہ گو شرک کرتے ہیں۔ اور بعض تو اشراک باللہ میں مشرکینِ مکہ کے کان کتر لیتے ہیں۔
قرآن میں فرمایا: وَ مَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُ ھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَ ھُمْ مُّشْرِکُوْنَ ○

(پارہ ۱۳ رکوع ۶)

ترجمہ: "اور بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ پر ایمان لانے کے باوجود شرک کرتے ہیں"۔
اس خدا کے فرمان سے معلوم ہوا کہ مؤمن مشرک بھی ہوتے ہیں اور ان کی اکثریت ہے پھر سب مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو اپنی حالت پر غور کرنا چاہیئے۔ اپنے عقائد اور اعمال کا قرآن وحدیث کی روشنی میں جائزہ لینا۔ اپنے اعمال اور اسلام کو اسلامی توحید کی کسوٹی پر جانچنا، اور جانچنے پرکھنے میں خوب بال کی کھال اُتارنی چاہیئے تاکہ شرک کی پوری پوری پہچان اور توحید کی اچھی طرح شناخت ہوجائے۔ دوئی کی تاریک رات اور وحدت کے روزِ روشن میں شبہ نہ رہے، اشراک باللہ کا آتش بار دوزخ اور توحیدِ الٰہی کی بہار آفریں جنت، دونوں آنکھوں کے سامنے آجائیں، اور ناظرین کلمہ

کی لاج رکھتے ہوئے علیٰ وجہ البصیرت توحید قرآنی توحید کو اپنائیں، شرک کے آتش زار سے بچیں، اپنے معتقدات و عبادات کو مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ کے تقاضوں سے پورا کریں۔

شرک سے اللہ تعالیٰ اس قدر بیزار ہے کہ سورۂ انعام میں اٹھارہ [۱۸] برگزیدہ انبیاء کے فضائل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اگر ان میں سے کہیں کوئی شرک کر بیٹھتا تو انکے سارے اعمال غارت ہو جاتے۔

وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (الانعام ۸۸ پ ۷)

ترجمہ: "لیکن اگر ان لوگوں (انبیاء) نے شرک کیا ہوتا تو ان سب کا کیا کرایا غارت ہو جاتا۔"

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم کو اور تم سے پہلے سارے گذرے ہوئے انبیاء کو وحی بھیج کر بتلایا گیا ہے کہ:۔

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ (آیت ۶۵ الزمر پ ۲۴)

ترجمہ: اگر (بالفرض محال) تم نے شرک کیا تو تمہارا سرمایۂ عمل ضائع ہو جائے گا اور تم دیوالیہ ہو جاؤ گے۔ (الزمر ۶۵) اور فرمایا:۔

قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ○ (سورۂ روم آیت ۴۲ پ ۲۱)

ترجمہ: ان سے کہو کہ زمین پر چلو پھرو اور دیکھو کہ تم سے پہلے کتنی ہی بستیاں تھیں کہ آخر کار تہس نہس کر ڈالی گئیں (ان کا جرم یہی تو تھا) کہ ان کی اکثریت مشرک بن گئی تھی۔ (سورۂ روم آیت ۴۲)

خدا گواہ کہ ذلّت و بربادی سے ہمکنار اس ملّت کے لئے صرف ایک ہی راہِ نجات ہے اور وہ یہ کہ اس کے سچے فرزند اٹھیں اور پکاریں کہ دنیا چند روزہ ہے۔ آخرت کی کامیابی کے حصول کی فکر کرو۔ شرک سے بچو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

دعوت الی اللہ

قرآنِ حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (پ۱۳ ع۶)

"کہہ (اے پیغمبرؐ) یہ ہے راہ میری (توحید کی) پکارتا ہوں میں (اس راہ سے تم کو) طرف اللہ کی اوپر بینائی کے ہوں میں اور جس نے تابعداری کی میری اور پاکی بیان کرتا ہوں میں واسطے اللہ کے (شرک سے) اور نہیں ہوں میں شریک لانے والوں سے۔"

اِس آیت میں صاف طور پر خدا نے حکم دیا ہے کہ اے میرے پیغمبرؐ! لوگوں کو کہہ دیجئے! هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ ـ کہ یہ ہے میری سبیل، میری راہ۔ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ: پکارتا ہوں طرف اللہ کی ـ یعنی جس راہ پر میں چل رہا ہوں، اسی راہ پر چلنے کے لئے تم کو بلاتا ہوں۔ یہی میری دعوت ہے کہ میری راہ پر چلو۔

عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا ـ اوپر بصیرت کے ہوں میں ـ یعنی میرا راہ پر چلنا اور اس راہ پر چلنے کی تمھیں دعوت دینا علیٰ وجہ البصیرت ہے۔ اندھیرے میں تیر نہیں مار رہا ہوں۔ اٹکل پچو بات نہیں کر رہا ہوں بلکہ میرا راہ پر چلنا اور تمھیں چلانا بینائی، دانائی اور بصیرت پر ہے ـــــ وحی الٰہی کی روشنی میں ہے۔

وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ: اور جس نے تابعداری کی میری ـ یعنی جس نے میری متابعت کی جو میری راہ پر چلا، وہ بھی بصیرت پر ہے، نورِ ہدایت پر ہے، میرے قدم پر قدم رکھنے والے کی

دل کی آنکھیں روشن ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضورؐ کے صحابہؓ کے سینے آپ کی پیروی کے سبب روشن تھے۔ ہدایت کے نور سے معمور تھے اور اسی طرح حضورؐ کے سچے متبع کو دینی بصیرت اور قرآنی نور ملتا ہے۔

وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ ــــ پاکی بیان کرتا ہوں میں واسطے اللہ کے، یعنی حضورؐ نے تمام زندگی شرک کو مٹانے اور توحید کو پھیلانے میں صرف کی۔

وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ اور نہیں ہوں میں شریک لانے والوں میں سے۔

یعنی آپؐ نے اپنی قوم، برادری اور سارے جہان کو کہہ دیا کہ میں خدا تعالیٰ کی قولی، بدنی مالی عبادت میں کسی غیر اللہ کو شریک نہیں بتاتا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (پ۸ ع۷)

"کہہ (اے پیغمبرؐ!) تحقیق نماز میری اور (ہر قسم کی) عبادتیں میری اور زندگی میری اور موت میری واسطے اللہ رب العالمین کے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو ایسا (عقیدہ رکھنے کا) ہی حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں پہلا مسلمان ہوں۔"

سیدھی راہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے بڑے خیر خواہ تھے، حضورؐ نے ہر طریق سے اُمت کو نیکی کی طرف بُلایا۔ بھلائی کی دعوت دی اور سیدھی راہ بتائی۔ مثال کے طور پر آپ نے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور اس لکیر کے داہنے ترچھی لکیریں کھینچیں اور بائیں بھی ترچھی لکیریں کھینچیں۔ اِس طرح۔
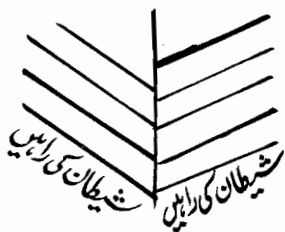
اس کی حدیث اس طرح ہے:

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطًّا ثُمَّ قَالَ ھٰذَا سَبِیْلُ اللّٰہِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ یَمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ وَقَالَ ھٰذِہٖ سُبُلٌ عَلٰی کُلِّ سَبِیْلٍ مِنْھَا شَیْطٰنٌ یَدْعُوْا اِلَیْہِ وَقَرَأَ اَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ الْاٰیَۃ

(احمد، نسائی، دارمی)

"عبد اللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے (سمجھانے کے) لئے ایک (سیدھا) خط کھینچا پھر فرمایا: یہ راہ اللہ کی ہے (یعنی اللہ کے پاس پہنچانے والی ہے) پھر آپؐ نے اس (سیدھے) خط کے دائیں اور بائیں چند (ترچھے) خط کھینچے، اور فرمایا: یہ راہیں ہیں۔ ان میں سے ہر راہ پر شیطان ہے پکارتا ہے اس راہ کی طرف۔ پھر آپؐ نے قرآن کی یہ آیت پڑھی، وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ، اور تحقیق یہ ہے راہ میری سیدھی، پس پیروی کرو اس کی۔" یعنی حضورؐ نے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور اس کے داہنے اور بائیں کئی ترچھی لکیریں کھینچیں پھر درمیانی لکیر پر دستِ مبارک رکھ کر فرمایا: یہ راہ اللہ کی ہے اور ترچھی راہوں کو شیطانوں کی راہیں فرما کر یہ آیت پڑھی:

وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ (پ ۶۴)

اور (خدا نے فرمایا) کہ یہی (پیغمبر کی تابعداری) ہے، راہ سیدھی میری، پس چلو اسی پر اور مت چلو اور راہوں پر، کہ (یہ راہیں) تم کو خدا کی راہ سے (بھٹکا کر) تتربتر کردیں گی یہ بات (نصیحت) کی ہے کہ حکم دیتا ہے خدا تم کو ساتھ اس کے تاکہ تم (جہنم سے) بچ جاؤ۔"

حضورؐ نے درمیانی لکیر کو سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ کہا: یعنی وہ اللہ کے پاس پہنچانے والی ہے یہی نجات پانے والوں۔ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیکوکاروں کی راہ ہے۔

قرآن حکیم:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ الاحقاف پ ۲۶

ترجمہ:

کہہ دیجئے۔ بھلا دیکھو تو جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں کونسی چیز پیدا کی ہے یا آسمانوں میں ان کا کوئی حصہ ہے میرے پاس اس سے پہلے کی کوئی کتاب یا علم جو چلا آتا ہو لاؤ اگر تم سچے ہو۔ اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہو سکتا ہے جو اللہ کو چھوڑ کر اس کو پکارے جو قیامت تک اس کی پکار نہ سن سکے اور وہ ان کے پکارنے کی خبر تک نہیں رکھتے۔

فرمانِ الٰہی خوب ہوشیار ہو کر سُنیئے

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ (سورہ النحل پ ۱۴، آیت ۲۰-۲۱)

ترجمہ: "اور اللہ کے علاوہ دوسری ہستیاں جن کو لوگ (حاجت روائی کے لئے) پکارتے ہیں وہ کسی چیز کے بھی خالق نہیں ہیں بلکہ خود مخلوق ہیں۔ موت کے بعد وہ بالکل مُردہ ہیں (ان میں جان کی رمق تک نہیں ہے) انہیں اپنے متعلق بھی یہ تک معلوم نہیں کہ وہ کب (دوبارہ زندہ کرکے) اٹھائے جائیں گے۔"

اس ارشاد میں کسی کا کوئی استثنیٰ نہیں، نہ انبیاء کا اور نہ اولیاء کا، اور جب وفات کے بعد کسی میں بھی جان کی ایک رمق بھی باقی نہیں رہتی پھر حیاتِ سماع اور عرضِ اعمال کا اثبات کیسا، کتنے انبیاء ایسے ہیں جن کو حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے پکارا گیا ہے۔ اگر انبیاء کی کوئی خصوصیت ہوتی تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو بیان کر دیتا اور اس طرح عام اعلان نہ فرماتا کہ کسی مرنے والے میں بھی جان کی رمق تک باقی نہیں رہتی۔

اہلِ حق پر لازم ہے کہ وہ اس مسئلہ کو پوری طرح دنیا والوں پر واضح کر دیں تاکہ جو زندہ رہے وہ حقیقت کو جان کر زندہ رہے اور جو مرے وہ انجان بنکر نہ مرے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت ہی وہ کسوٹی ہے جو کھرا اور کھوٹا چھانٹ کر الگ کر سکتی ہے۔ اسی لئے سب سے پہلے قرآن کی باتیں بتائی جا رہی ہیں۔

کان کھول کر سُنیئے

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝

(آل عمران - آیت ۱۴۴ - پ ۴)

ترجمہ: "یعنی محمد ﷺ اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی بہت سے

رسول گذرے ہیں۔ پس کیا اگر یہ مر جائیں یا شہید کر دئے جائیں تو تم اُلٹے پیروں پھر جاؤ گے اور جو اُلٹے پیروں پھر جائے وہ اللہ تعالیٰ کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے شکر گذار بندوں کو جزا دے کر رہے گا۔

غور فرمائیے کیا قبر والوں کے ساتھ ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ ہم کو اسلام سے اُلٹے پاؤں کفر شرک میں نہیں لے آیا۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ہم نے قرآن حکیم کو پس پشت ڈال دیا ہے نہ خود ہی قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے بچوں کو تعلیم دلوانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہ سمجھ لیا ہے کہ یہ اللہ کی کتاب ہے ہمارے سمجھنے کی چیز نہیں ہے یہ کام مُلّاؤں مولوی لوگوں کا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہم اندھیرے غار میں گرے چلے جا رہے ہیں اُلٹی سیدھی روایتوں کو جو کوئی جس طرح چاہتا ہے لوگوں کو سُنا کر اس راہ پر چلا دیتا ہے۔ حالانکہ ہمارے غور کرنے کے لئے پہلی چیز کلام اللہ ہے جس میں کھلی کھلی صاف توحید موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اتمام حجت کے لئے دُنیا کی زبانوں میں اس کے ترجمے شائع فرما رہے ہیں۔

اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ارشاد فرما گئے کہ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ایک کتاب اللہ اور دوسری میری سنّت، جب تک تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہوگے۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے توحید اور دین کی باتیں کھول کھول کر بیان فرما دی ہیں جو حق کو تلاش کرنے کی جستجو رکھتا ہو وہ اس کے مطالعہ سے حق کو پالیتا ہے۔ ہم نے ان ہی دو چیزوں کو چھوڑ کر گمراہی اختیار کر لی ہے۔

بھائیو! اللہ تعالیٰ کو شرک کسی بھی حالت میں گوارا نہیں ہے اسلئے جو روایت بھی کوئی بیان کرے وہ کلام اللہ سے مختلف ہو وہ ہرگز قابل قبول نہیں۔

یہاں یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ احادیث جمع کرنے والے امام کبھی صحیح، حسن، ضعیف

موضوع (بناوٹی) ساری قسم کی روایتوں کو اُمت کی معلومات کے لئے لکھ دیتے ہیں اور اُس کے بعد اُن روایتوں کی جو حیثیت ہوتی ہے اُس کو بھی بیان کر دیتے ہیں، ظلم تو وہ لوگ کرتے ہیں جو روایت تو لکھ دیتے ہیں مگر جو تبصرہ محدث نے کیا تھا چھوڑ دیتے ہیں اور بعض اوقات یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ یہ روایت فلاں شخص سے فلاں حدیث کی کتاب میں موجود ہے۔ مگر اُس راوی کی حیثیت تسلیم شدہ یا غیر معتبر ہونے کا کوئی ذکر نہیں کرتا۔ اس طرح امت کی گمراہی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ حدیث کا اصول یہ ہے کہ سند حدیث کے لئے یہ بتایا جاتا ہے کہ یہ حدیث کہاں سے ملی اور کس کس نے یہ روایت کی اور ان میں جو راوی ہیں ان کے کردار مشکوک تو نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بے شمار پیغمبر دُنیا والوں کے لئے بھیجے، سب کی تعلیم کی پہلی بات یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اسی سے مانگو، اسی کو پکارو، اس کے سوا کوئی مددگار نہیں۔

اِسلام کی سب سے پہلی تعلیم یہی ہے کہ شرک سے بچے اور توحید پر قائم رہے، اگر آدمی توحید پر مضبوط رہا تو اس کے اعمالِ حسنہ خدا کے نزدیک مقبول ورنہ سب مردود اور اکارت ہو گئے۔ اس لئے ایک مختصر معیارِ توحید پیشِ خدمت ہے جس پر معمولی غور کرنے سے ہر ایک شخص شرک کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

مَعیارِ توحید

اوّل: اللہ وحدہٗ لاشریک اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ نزدیک ہے، وہ محض اپنے فضل وکرم سے بغیر کسی وسیلہ، واسطہ اور ذریعہ کے سب کی پکار سنتا ہے، سب کا نگہبان ہے ہر جگہ ہر حال میں حاضر وناظر رہتا اور ہر چیز کی خواہ وہ دُور ہو یا نزدیک چھپی ہو یا کھلی، اندھیرے میں ہو یا اُجالے میں، آسمانوں میں یا زمینوں میں پہاڑوں

کی چوٹی پر، سمندر کی تہہ میں خبر رکھنا اُسی کی شان ہے۔ اگر کوئی کسی نبی، ولی، پیر یا شہید کے ساتھ ایسا عقیدہ رکھے، اٹھتے بیٹھتے ہردم اس کا نام جپے، نزدیک یا دُور سے اس کو پکارے، مصیبت کے وقت اس کی دُہائی دے، دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے، اس کے نام کا ختم پڑھے، اس کی صورت کا تصوّر باندھے، اُس کو واقف رازِ خفی و جلی جانے وہ شخص مشرک ہو جاتا ہے۔ یہ شرک فی العلم ہے۔

مالکِ حقیقی کا حال تو یہ ہے کہ وہ انسان سے اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے،

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ○ (سورۂ قٓ آیت ۱۶ پ ۲۶)

ترجمہ: "ہم نے انسان کو بنایا ہے اور ہم جانتے ہیں جو باتیں اُس کے جی میں آتی ہیں اور ہم اُس سے اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔"

خُدا کا پیغام بندوں کے نام

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ○ (پ ۲ البقرہ ع ۷)

ترجمہ: (اے پیغمبر) جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو (میری طرف سے ان سے کہہ دو کہ) میں (ان کے) پاس ہوں، جب کبھی کوئی مجھ سے دعا کرے تو میں (ہر ایک) دُعا کرنے والے کی دُعا قبول کرتا ہوں پھر ان کو چاہئے کہ میرا حکم مانیں اور (عقیدۂ توحید کے ساتھ) مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ سیدھے رستے لگ جائیں۔

مُلاحظہ: اس آیت میں خدا نے کس محبّت، اُلفت اور پیار سے اپنے بندوں کو بالراست اپنی طرف بلایا ہے۔ بغیر کسی وسیلے، واسطے اور "سیڑھی" کے اپنی جناب میں

دعا کرنے کو کہا ہے، اپنے پیارے مسجود اور وحدہٗ لاشریک معبود کا محبت بھرا پیغام سُنا ہے؟ حضورؐ کو فرمایا کہ جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں (کہ خدا دُور ہے یا نزدیک، اُسے اونچی آواز سے پکاریں یا آہستہ، براہِ راست پکاریں یا وسیلوں سے) تو ان کو میرا پیغام دے دو: فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ کہ مَیں اپنے ہر بندے کے قریب ہوں، اسکے پاس ہوں، ہر وقت نزدیک موجود اور حاضر ناظر ہوں، جب بھی میرے بندے مجھے پکاریں بلائیں میرے آگے دعا کریں بغیر کسی ذریعے، وسیلے اور واسطے کے، براہِ راست اُن کی دعاؤں، پکاروں کو سنتا اور قبول کرتا ہوں، میرے دربار میں نہ کوئی سیڑھی ہے، نہ کوئی چپڑاسی، منشی، متصدی اور اہلکار ہے جو سائلوں، مدعیوں اور مستغیثوں کی راہ روک کر بیٹھے ہوں۔ خود فرماتا ہے:۔

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○ (نمل۔ پارہ ۲۰۔ رکوع ۱)

ترجمہ: بھلا کون ہے جو بے قرار کی سُنتا ہے جب وہ اُسے پکارتا ہے اور تکلیف کو دُور کرتا ہے۔ اور تم کو زمین پر ایک کے بعد دوسرے کو بسائے۔ (ایسا کون کرسکتا ہے) کیا کوئی اور معبود بھی اللہ کے ساتھ ہے۔ (ہرگز نہیں) بلکہ تم بہت کم۔ حق قبول کرتے ہو۔

اور فرمایا:۔

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ○ (پ ۲۴۔ المومن۔ رکوع ۱۱)

ترجمہ: (براہ راست) پکارو مجھ کو، قبول کروں گا تمہارے لئے۔ بیشک وہ لوگ جو میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں، وہ بہت جلد جہنّم میں داخل ہوں گے۔

یہاں اس سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ اس سے مانگنا عبادت ہے جو اس سے

نہیں مانگتا اس پر غصّہ ہے۔

اُدۡعُوۡا رَبَّکُمۡ تَضَرُّعًا وَّ خُفۡیَۃً ؕ (سورہ اعراف آیت ۵۵)

ترجمہ: پکارو رب اپنے کو عاجزی سے اور چپکے۔

وَادۡعُوۡہُ خَوۡفًا وَّ طَمَعًا ؕ (سورہ اعراف آیت ۵۶)

ترجمہ: اور پکارو اسکو (اسکے عذاب کے) خوف سے اور (اس کی رحمت کی) امید سے

مسلمان بھائیو! غور کرو کہ خدا تو کہتا ہے کہ میں پکارنے والے کی ہر پکار کو قریب اور پاس ہونے کی صورت میں خود آپ سُنتا اور جواب دیتا ہوں، لیکن برہمنیت اور پاپائیت کہتی ہے کہ جب تک برہمن اور پوپ کا دامنِ توسّل نہ پکڑو گے نہ خدا تمہاری سُنے گا اور نہ جواب دے گا جب تک پیر خوش نہ ہوگا، خدا راضی نہ ہوگا۔ مرشد مہربان نہ ہوگا، خدا رحم نہ کرے گا۔ ولیوں، بزرگوں اور شہیدوں کی منظوری میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا راز مضمر ہے۔ یاد رکھیں یہ عقیدہ فاسد سراسر قرآنی تعلیم کے منافی ہے۔ درحقیقت خدائے سمیع و مجیب اور اس کی مخلوق کی دعا و پکار کے درمیان کوئی در و دیوار اور اوٹ و آڑ اور پردہ نہیں ہے۔

دفتری کارروائی کا طلسم

خدا تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السّلام کو پیغمبر بنا کر قوم ثمود کی طرف بھیجا، وہ لوگ سمجھتے تھے کہ جس طرح بادشاہوں، راجاؤں، نوابوں سے کوئی رعایا کا آدمی براہِ راست نہیں مل سکتا اور نہ ہی اپنی فریاد اور درخواست سیدھی پہنچا سکتا ہے بلکہ شاہی دربار تک عوام کی رسائی اور ان کی درخواست کا پہنچنا درجہ بدرجہ توسّل ہو سکتا ہے۔ دفتری کارروائی لازمی ہے۔ اسی طرح خُدا بھی بزرگوں کے وسیلے سُنتا اور مانتا ہے۔ خدا کی جناب میں ضرور سفارشی ہیں، اس کا مقرب بنا دینے والے اس کے پیارے

جن کی روحیں ان کے بتوں میں آتی ہیں برحق ہیں۔ اس عقیدے کے ابطال کے لئے حضرت صالحؑ نے ان سے برملا کہا:۔

یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ۝ (پ ۱۲ ع ۶)

ترجمہ: بھائیو! اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کرو اس کے سوا کوئی (حاجت روا اور مشکل کشا) معبود نہیں، اسی نے تم کو زمین (کی مٹی) سے بنا کر کھڑا کیا اور اسی میں تم کو بسایا، پھر اسی سے (جو ذات اور صفات میں وحدہٗ لاشریک ہے) بخشش مانگو اور (آئندہ بھی) اسی کی جناب میں توبہ کرو بیشک میرا پروردگار (ہر ایک کے) پاس ہے (سب کی سنتا اور دعا) قبول کرتا ہے۔

غور فرمائیں کہ اس آیت میں حضرت صالحؑ نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کرنے پر توجہ دلائی۔ اسی کے در پر جھکنے کی تعلیم دی، بغیر اپنے واسطے، وسیلے کے سیدھا اس کو پکارنے، بلانے، دعا کرنے بخشش مانگنے اور تازیست اس کے در اجابت کو توبہ کی دستک دینے کا حکم دیا، اور اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ؕ کی ضرب سے صنموں، وثنوں، تھانوں، مکانوں، تمثالوں، چلّوں، قدموں، تبرّکوں، روضوں اور مزاروں کی دفتری کارروائی کا طلسم توڑ کر رکھ دیا۔ بیشک رب میرا ہر ایک کے قریب اور اس کی گریہ وزاری کا مجیب ہے۔

افسوس! سمیع وعلیم اور قریب ومجیب خدا کے لئے لوگوں نے مثالیں تصنیف کیں، کہاوتیں گھڑیں، اور ان مثالوں اور کہاوتوں کی اوٹ میں خدا کے "گماشتے" اور "مختار کار" بٹھا دئے۔ "ایجنسیاں" کھول لیں کمیشن اور آڑھت کا کاروبار شروع کر دیا۔

دوم: اپنے ادارے سے تصرّف کرنا، اپنا حکم جاری کرنا، اپنی خوشی سے مارنا جلانا، رزق کی کشادگی یا تنگی، تندرستی یا بیماری، خوشی یا غمی، قحط یا ارزانی، اقبال یا ادبار،

فتح یا شکست مشکل کشائی، حاجت روائی سب کچھ اُسی قادر قیّوم کے قبضۂ قدرت میں ہے اور کسی کے نہیں، اگر کوئی یہ سمجھے کہ نبی، ولی، پیر، شہید، غوث، قطب کو بھی عالم میں تصرّف کرنے کی قدرت از خود ہے یا اللہ پاک نے ایسی قدرت ان کو بخشی ہے وہ شخص از رُوئے کتابُ اللہ وحدیثِ رسُول اللہ مشرک ہو جاتا ہے۔ یہ "شرک فی التصرف" ہے۔ قرآن حکیم ملاحظہ کیجئے:۔

ہوشیار ہو کر غور کیجئے

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ○ (پارہ ۱۳۔ رکوع ۸ سورہ رعد)

ترجمہ: "خدا کو پکارنا ہی سچّا پکارنا ہے اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا لوگ پکارتے ہیں وہ اُن کا کچھ کام نہیں نکال سکتے، یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے تاکہ پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے حالانکہ پانی کبھی اسکے منہ تک آنے والا نہیں اور منکروں کا پکارنا (غیراللہ کو) بالکل گمراہی ہے۔"

يٰاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ○ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ○ (پارہ ۱۷۔ رکوع ۱۷۔ سورہ حج)

ترجمہ: "اے لوگو! تمہیں ایک مثال سُنائی جاتی ہے تم اس کو کان لگا کر سنو اللہ تعالیٰ کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے، اگرچہ وہ سب کے سب جمع ہو کر بنانا چاہیں۔ بنانا تو درکنار مکھی اگر ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے

تو وہ ان سے واپس نہیں لے سکتے، طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں، یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی جیسی قدر چاہیے نہیں کرتے اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والا اور سب پر غالب ہے۔"

قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ

(پارہ ۱۳ ۔ رکوع ۸ ۔ سورہ رعد)

ترجمہ: "اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دو کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو اپنا حمایتی (مددگار) بنا لیا ہے) وہ تو اپنے ذاتی نفع و نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔"

سوم: اللہ عزوجل نے بعض کام تعظیم کے لئے اپنے لئے خاص کئے ہیں، جیسے رکوع کرنا سجدہ کرنا، ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا، اُس کے نام پر مال خرچ کرنا، اس کے نام کا روزہ رکھنا، اس کے گھر کی طرف نزدیک یا دور سے چل کر جانا، اس کے گھر کا طواف کرنا، اس کی طرف قربانی کا لے جانا، وہاں منّتیں ماننا، اس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعائیں مانگنا، اس کا مجاور بننا، اس کے گھر کی خدمت میں مشغول رہنا اور فرش فروش، روشنی، صفائی، پانی وغیرہ کا سامان اس کے لوگوں کے لئے درست کرنا، اس کے کنوئیں کے پانی کو تبرک سمجھنا۔ یہ سب کام معبود برحق نے اپنی عبادت کے لئے خاص کئے ہیں۔ اگر کوئی یہ سمجھے کہ نبی، ولی، پیر، شہید، غوث، قطب ان کے مزارات بھی اسی طرح کی تعظیم کرنے کے لائق یا اُن بزرگوں کی بھی ایسی ہی تعظیم کرنے سے لوگوں کی مشکلیں دور ہوتی ہیں وہ شخص مشرک ہے۔ "یہ شرک فی العبادت" ہے۔

خدا کے سوا اوروں کی نذر و نیاز منّت وغیرہ کرنا حرام ہے خواہ وہ نبی ہو یا ولی، امام ہو یا شہید، جن ہو یا فرشتہ، قطب ہو یا غوث۔

(۱) اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے کلام مقدس میں صاف فرما دیا ہے:۔

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی جو چیز اللہ کے سوا غیر کے نام پکاری جائے وہ قطعی

حرام ہے۔ (سورہ بقرۃ۔ پارہ ۲۔ آیت ۱۷۲)

(۲) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے اور ہر مسلمان ہر نماز میں پڑھتا ہے: اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ یعنی تمام بدنی اور مالی عبادتوں کے لائق ایک اکیلے اللہ کی ذات ہے۔ (بخاری ومسلم)

شرک کی برائی

اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰىہُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ (پارہ ۶۔ رکوع ۱۴۔ سورۃ المائدۃ)

ترجمہ: تحقیق جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے اللہ تعالیٰ جنّت کو اس پر حرام کر چکا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں (مشرکوں) کا کوئی بھی مددگار نہیں ہوگا۔"

شرک اللہ وحدہٗ لاشریک کے ساتھ سخت سرکشی، نافرمانی، بغاوت اور مخالفت ہے اس کا گناہ کفر کے گناہ سے کچھ کم نہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم حکم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی تجھے آگ میں جلائے تو تو جلنا قبول کر، مگر خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنا قبول نہ کر۔ دوسری حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جس نے شرک کیا ہوگا اس کی بخشش کا میں ذمہ دار نہیں۔ شرک کرنے والا اگر بغیر توبہ کے مرجائے تو وہ ہرگز نہیں بخشا جائے گا۔ مشرک ہمیشہ دوزخ کی آگ میں جلے گا۔ قرآن شریف کا تو کوئی پارہ بلکہ رکوع تک اس تعلیم سے خالی نہیں کہ مخلوق کو مخلوق کے پکارنے سے روکا جائے۔ کیونکہ کسی حالت اور کسی صورت بھی کسی مخلوق کو یہ قدرت نہیں ہے کہ ہمارے کام سنوار دے، یا بگڑے کو بنا دے۔

ہم نے نبیوں اور ولیوں کے اختیارات اور مراتب کی من گھڑت روایات کو سینے سے لگا کر قرآن کی کھلی کھلی آیات کو جھٹلا دیا۔ آگے ملاحظہ فرمائیں:-

آسمانی فیصلہ

کارخانۂ الٰہی میں کسی کو کچھ دخل نہیں

غیر اللہ کو مدد کیلئے پکارنا شرک ہے

تمام بنی آدم میں افضل البشر حضرات انبیاء علیہم السّلام ہیں اور تمام نبیوں میں افضل و اکمل شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین ہیں نہ تو خدا کا خدائی میں کوئی شریک اور نہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عبودیت میں کوئی مثال مگر باوجود اس عزّت، عظمت اور شان کے ربّ العزت اپنے کلامِ مقدس میں مسئلہ توحید کو صاف کرنے کے لئے صاف لفظوں میں ارشاد فرماتا ہے:۔

قُلْ إِنِّي لَآ أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝ قُلْ إِنِّي لَنْ يُّجِيرَنِي مِنَ اللّٰهِ أَحَدٌ وَّلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ (سورہ جن پارہ ۲۹ رکوع ۱۲)

ترجمہ: (اے نبیؐ) آپ لوگوں سے کہہ دیں کہ میں تمہارے لئے نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ آپ یہ بھی کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا مجھے بھی کوئی نہیں بچا سکتا اور میں بھی اس کے سوا کہیں اپنی پناہ نہیں پاؤں گا۔

اس خدائی فیصلہ کے مطابق جبکہ خود سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو نفع ونقصان پہنچانے کی قدرت نہ تو خود بخود ہے اور نہ قرآن کی بخشی ہوئی، تو پھر کسی اور نبی، ولی، پیر، شہید، غوث وقطب کو کیا اختیار جو کسی کی کوئی مشکل کشائی، حاجت روائی کر سکیں ایمان دار کو سر تسلیم خم کرنے کے لئے تو یہ اٹل فیصلہ ہے۔

اوپر کی آیت ہمیں یہ تعلیم دیتی ہے کہ سوائے قادر قیّوم کے کسی اور کو کوئی قدرت نفع ونقصان کی نہیں ہے۔ ذیل کی آیات یہ حکم دیتی ہیں کہ جو چیزیں نفع ونقصان

پر قادر نہیں ہیں ان کو کسی مقصد کسی کام کے لئے ہرگز مت پکارو۔ یہ شرک ہے۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ج فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ (پارہ ۱۱۔ رکوع ۱۶۔ سورۃ یونس)

ترجمہ: "مت پکارو تم اللہ کے سوا کسی کو جو تم کو نفع دے اور نہ نقصان پہنچا سکے اگر ایسا کرو گے (یعنی غیر اللہ کو پکارو گے) تو تم مشرک بن جاؤ گے"

ایمان دار کو سرِ تسلیم خم کرنے کے لئے یہ اٹل فیصلہ ہے کہ اللہ کے سوا اور کسی کو مدد کے لئے نہ پکارا جائے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ○ (پارہ ۲۲ رکوع ۲۴)

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کا کہنا نہ مانے وہ کھلا گمراہ ہو چکا۔

مقامِ غور ہے کہ ایسے کھلے احکام ہوتے ہوئے مزاراتِ بزرگان پر جا کر مُرادیں مانگنی کیا خلافِ حکم خدا و رسول ؐ نہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی اور سے خواہ وہ نبی ہوں یا ولی، امام ہو یا شہید غوث ہو یا قطب، حاجتیں مانگنا، سجدے کرنا، نذر و نیاز چڑھانا، حاضر و ناظر جان کر نزدیک یا دور سے پکارنا، یہ سب کام شرک میں داخل ہیں۔ شرک کی مذمت میں قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ ہم قرآن مجید میں غور نہیں کرتے۔

ہوشیار ہو کر غور سے سنئے اللہ تعالیٰ کے فرمان

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ج اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ط (پارہ ۷۔ رکوع ۱۱۔ سورۃ الانعام)

ترجمہ: (اے نبیؐ) آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے

خزانے ہیں اور (یہ بھی کہدیجئے کہ) میں غیب نہیں جانتا اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو اسی پر چلتا ہوں جو مجھ کو حکم ہوا ہے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے)

وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ط (پارہ ۷ رکوع ۱۳۔ سورۃ الانعام)

ترجمہ: اور غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں جنکو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ ۚ

(پارہ ۹ رکوع ۱۳۔ الاعراف)

ترجمہ: (اے نبیؐ آپ لوگوں سے کہہ دیجئے) اگر میں غیب جانتا تو اپنے لئے ہر قسم کی بھلائی جمع کرلیتا اور مجھے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔

وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ ط (پارہ ۲۶۔ رکوع ۱۱ الاحقاف)

ترجمہ (اے نبیؐ آپ لوگوں سے کہدیجئے) مجھے نہیں معلوم کہ آئندہ مجھ کو کیا کیا امور پیش آنے والے ہیں اور تم کو کیا کیا پیش آنے ہیں۔

قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ○ (پارہ ۲۹۔ رکوع ۲)

ترجمہ: (اے نبیؐ) آپ لوگوں سے کہدیجئے کہ میں تمہارے نفع نقصان کا ہرگز اختیار نہیں رکھتا۔

قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ (پارہ ۹۔ رکوع ۱۳۔ الاعراف)

ترجمہ: (اے نبیؐ) آپ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ مجھے اپنی جان کے لئے بھی نفع و نقصان کا اختیار نہیں ہے مگر جو اللہ چاہے۔

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ط وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ○ (پارہ ۲۰۔ رکوع ۱۔ سورہ نمل)

ترجمہ: (اے نبیؐ) آپؐ کہہ دیجئے کہ جتنے لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں کسی کو بھی غیب کا علم نہیں ہے سوائے خدا کے، اور ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ وہ کب جی کر قبروں سے اٹھیں گے

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا یَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَلَا یُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِیْرٍ ۝

(پارہ ۲۲ - رکوع ۱۴ - سورۃ فاطر)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار ہے تمام دنیا کی حکومت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے اور جن جن لوگوں سے تم لوگ دعائیں مانگتے ہو اور حاجتیں طلب کرتے ہو وہ تو ایک کھجور کے چھلکے جتنا بھی اختیار نہیں رکھتے، اگر تم لوگ ان سے دعا مانگو تو وہ تمہاری دعا کو سن نہیں سکتے اور اگر (فرضاً) سن بھی پائیں تو اس کو پورا نہیں کر سکتے اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک سے انکار کریں گے۔ اور اللہ پاک جیسی خبریں تم کو کوئی بھی نہیں دے سکتا۔

ایک آیت میں ہے:-

وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ (پارہ ۲۶ - رکوع ۱ - سورہ احقاف)

ترجمہ: وہ لوگ ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔

مُردوں کو نبی بھی نہیں سُنا سکتے

وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ۝ (پارہ ۲۲ - رکوع ۱۵ - سورہ فاطر)

ترجمہ: (اے نبیؐ) آپ قبر میں پڑے ہوؤں (یعنی مُردوں) کو سُنا نہیں سکتے۔

ایک آیت میں ہے:-

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی۔ (پارہ ۲۱ - رکوع ۸ - سورہ روم)

ترجمہ:- (اے نبیؐ) آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے۔

ان آیات اور ان جیسی اور بہت سی آیتوں سے ثابت ہے کہ مُردے نہیں سنتے

چنانچہ اس کی تائید میں ایک قابلِ غور واقعہ درج ہے:۔

"فیصلہ امامِ دالامقام کا کہ اہلِ قبور ہماری دعاؤں کو نہ سُن سکتے ہیں اور نہ انہیں کوئی تصرّفات حاصل ہیں۔"

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اولیاء کی قبروں پر آیا کرتا ہے۔ سلام کر کے مخاطب ہو کر اولیاء اللہ سے عرض کرتا ہے کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں کئی مہینوں سے آرہا ہوں تم کو پکارتا رہتا ہوں، میں تم سے یہی چاہتا ہوں کہ تم میرے لئے اللہ سے نیک دعا کرو۔ امام ابوحنیفہ نے اُس سے پوچھا کہ اولیاء اللہ نے تجھے کوئی جواب دیا؟ اس نے کہا اے حضرت نہیں دیا۔ امام صاحب نہایت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ "تجھ کو دُوری ہو تیرے ہاتھ خاک میں مل جاویں تو ان کو پکارتا ہے اور حاجتیں طلب کرتا ہے جو نہ جواب دے سکیں نہ انہیں کسی چیز پر اختیار ہے بلکہ وہ تو سُن بھی نہیں سکتے کیونکہ اللہ فرماتا ہے:۔ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ○ (اے نبیؐ) آپ قبر میں پڑے ہوؤں (یعنی مُردوں) کو نہیں سنا سکتے۔ (فتاوٰی عالمگیری)

حضرات! حنفی مذہب کی معتبر کتاب فتاوٰی بزازیہ میں ہے کہ جو کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ بزرگوں کی روحیں ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں وہ کافر ہیں۔ مجالس ابرار و دیگر کتب حنفیہ میں ہے کہ مُردوں سے مدد مانگنا حرام ہے۔

اللہ کے حضور میں سفارشی

اللہ تعالیٰ کا فرمان:۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ (پارہ ۱۱ رکوع ۷۔ سورہ یونس)

ترجمہ: اور اللہ کے سوا ایسوں کی پوجا کرتے ہو جو نہ نقصان پہنچا سکیں نہ نفع اور یہ (امر شرک کے عذر میں) کہتے ہیں اللہ کے پاس یہ ہمارے سفارشی ہوں گے۔
تو (اے نبیؐ) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ آسمان اور زمین میں ایسی کون سی بات ہے جس کا اللہ کو علم نہیں تو کیا (ان کے سفارشی) اللہ کو ایسی کوئی بات بتائیں گے حقیقت حال تو یہ ہے کہ جن کو یہ شریک گردانتے ہیں اللہ تعالیٰ پاک و برتر ہے ان کے گردانے سے۔

اولیاء اللہ کون ہیں؟

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○ (پارہ ۱۱۔ سورہ یونس۔ آیۃ ۶۲-۶۳)

ترجمہ: "سنو جو اللہ کے اولیاء ہیں ان کے لئے کسی خوف و رنج کا موقع نہیں۔ اولیاء وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایمان اختیار کیا اور اللہ سے ڈرنے والے تھے۔"

اولیاء اللہ کے دشمن کون ہیں؟

اولیاء اللہ کے دشمن وہ نہیں جو ان کی صحیح پیروی کرتے ہیں۔ ان کے نقشِ قدم کو نگاہ میں رکھتے ہوئے چلتے ہیں اُن کو ان کا اصل مقام دیتے ہیں۔ بلکہ ان کے دشمن وہ ہیں جو ان کی قبروں کو پختہ کرتے ہیں اُن پر قبّے بنا کر عرس، میلے، بھجن اور قوالیاں شروع کر دیتے ہیں، مشکل میں ان کو پکارتے ہیں اور ان کی نذر و نیاز کر کے ان کو خدائی میں شریک ٹھیراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کھول کھول کر اولیاء اللہ کے ان دشمنوں کا پتہ بتلایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے:۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً

وَكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ○ (پارہ ۲۶۔ رکوع ۱۔ احقاف)

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا ایسوں کو پکارے جو قیامت تک اس کے پکارنے کا جواب نہ دیں اور وہ ان کی پکار سنتے تک نہیں اور جب لوگ (قیامت کے دن) اکٹھے کئے جائیں گے تو وہ اُن کے دشمن بن جائیں گے اور اپنے پوجے جانے سے انکار کریں گے۔

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کے اصل دشمن دراصل وہ لوگ ہیں جو انکو خدائی میں شریک ٹھیرا کر اُن کے گھروں (قبروں) کو اللہ کے گھر (خانہ کعبہ) کی طرح مقدس بنا لیتے ہیں، اور ان کے ساتھ بالکل وہی معاملہ کرتے ہیں جو صرف اللہ کے گھر کے ساتھ کیا جانا چاہئے۔ ہر سال حج کی طرح عرس کا دن مقرر کیا جاتا ہے، احرام کی جگہ ننگے سر ننگے پیر چلنے کی قید لگائی جاتی ہے۔ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ..... کے مقابلے میں باہو، حق باہو، بیشک باہو کا نعرہ لگتا ہے، غلافِ کعبہ کی طرح قبر کی چادر کا انتظام ہوتا ہے۔ حجر اسود کے بوسہ کی جگہ قبر کے سرہانے یا پائینتی کے پتھر کو چوما جاتا ہے۔ طوافِ کعبہ کے بدلے قبر کے پھیرے لگتے ہیں، سجدے اور رکوع ہوتے ہیں، دعائیں اور مناجاتیں کی جائیں ملتزم کی طرح ڈیوڑھی اور دروازے سے چمٹا جاتا ہے۔ بابا کی بیٹھک سے لیکر ان کی قبر تک دوڑ لگا کر سعی صفا و مروہ کا حق ادا کیا جاتا ہے۔ گلاب کے عرق سے قبروں کو غسل دیا جاتا ہے۔ زمزم کی جگہ قبر کے دھوون کے پانی کو جمع کر کے تبرک بنایا جاتا ہے، ہدی کی بجائے حضرت کی نذر کا بکرا اور اونٹ ساتھ آتا ہے۔ غرض آج ہر طرف اور ہر جگہ ان نقلی کعبوں کی دھوم مچی ہوئی ہے اور خلقت ہے کہ ٹوٹی پڑتی ہے۔

بھائیو! از روئے قرآن مجید و احادیث شریف و بہ مذہب امام والامقام امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مُردوں کا سننا ثابت نہیں حنفی مذہب کی معتبر کتابوں میں قطعی فیصلہ موجود ہے کہ مُردے نہیں سنتے۔ ملاحظہ ہو ہدایہ، عنایہ، کفایہ، فتح القدیر

یعنی مستخلص وغیرہ۔ پھر غور کریں قرآن حکیم کی کھلی کھلی بات:

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ○ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ○ (پارہ ۱۴۔ رکوع ۸ سورہ نحل)

ترجمہ: یعنی جو لوگ اللہ کے سوا جن لوگوں کو پکارتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرسکتے اور خود مخلوق ہیں اور مرے ہوئے بے جان ہیں اور ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ کب جی کر قبروں سے اٹھیں گے۔

بہرحال آج کسی میں یہ قوت نہیں ہے کہ اُمّت مسلمہ کو بزور اس بُرائی سے روک دے مگر اہلِ علم پر ذمہ داری ضرور ہے کہ وہ پوری بات واشگاف کہہ دیں کہ لوگو! اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا اقرار کرنے کے بعد بھی تم نے وہی مشرکانہ اعتقادات باقی رکھے جو قومِ نوحؑ سے لے کر آج تک ہر مشرک قوم میں پائے جاتے رہے ہیں تو تم بھی بدانجامی سے نہ بچ سکوگے ان قوموں نے اپنے انبیاء اور بزرگوں کو مرنے کے بعد بھی مرنے نہ دیا اور آج تم بھی اپنے نبیؐ اور دوسرے اللہ کے بندوں کے ساتھ مختلف بہانوں اور جھوٹی روایتوں کے ذریعہ یہی کام کررہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ سے خطاب فرما رہا ہے:۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ○ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ (الانبیاء آیۃ ۳۴۔۳۵)

ترجمہ: ہمیشگی تو ہم نے تم سے پہلے بھی کسی انسان کے لئے نہیں رکھی ہے۔ اگر تم مرگئے تو کیا یہ لوگ ہمیشہ جیتے رہیں گے؟ ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

اور:۔ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ۗ (پارہ ۲۰۔ رکوع ۱۲)

ترجمہ: ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اللہ کی ذات کے۔ (القصص)

تمہارے نبیؐ کا ارشاد ہے کہ دوسرے انبیاء کی طرح مجھے بھی موت آئے گی اور جب

موت کا وقت آتا ہے تو اُن کی زبان مبارک سے آخری کلمہ یہی نکلتا ہے کہ اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی (بخاری صـ۹۳۹) لیکن تمہاری بدعقیدگی میں فرق نہیں آتا اور تم اُن کو قبروں میں زندہ گردانتے ہو۔ افسوس!

تمام رسولوں سے پوچھا جائے گا

اللہ فرماتا ہے: یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ط قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ط اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ○ (المائدۃ ۱۰۹۔ پارہ ۷)

ترجمہ: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سارے پیغمبروں کو جمع کرے گا اور ان سے پوچھے گا کہ تمہاری اُمّت نے کہاں تک دعوتِ الٰہی کی اجابت کی، سارے پیغمبر کہیں گے کہ ہمیں کچھ خبر نہیں (کہ انہوں نے ہمارے پیچھے کیا کچھ کیا) غیب کا علم رکھنے والا تو صرف تو ہے۔

قرآن نے عیسٰی علیہ السّلام کا جواب تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے۔ وہ قیامت کے دن کہیں گے:۔

وَكُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ج فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ط (المائدہ آیۃ ۱۱۷۔ پارہ ۷)

ترجمہ: اور میں جب تک ان میں قیام پذیر رہا ان کے احوال کی نگرانی کرتا رہا پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو صرف تو (اے مالک) ان پر نگران باقی رہ گیا۔

عیسٰی علیہ السّلام اس طرح اپنے عالم الغیب اور حاضر و ناظر ہونے کی زبان سے نفی کریں گے۔ اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بخاری نے متعدد احادیث روایت کی ہیں کہ میرے امتی میری طرف حوض کوثر پر آتے آتے جہنم کی طرف لے جائے جائیں گے اور میں آواز دوں گا کہ ہاں ہاں یہ میرے امتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب دیا جائیگا

اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ تمہیں کیا معلوم کہ تمہارے بعد انہوں نے کیا کیا بدعتیں ایجاد کی تھیں۔ (بخاری ص ٦٦٥)

اگر نبیؐ کو اپنی وفات کے بعد امت کے حالات کی خبر ہوتی تو وہ ان لوگوں کے جہنم کی طرف جانے پر ہرگز تعجب نہ کرتے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات کہی جاتی کہ اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ بخاریؒ نے بھی ثابت کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ اگر کسی کا عقیدہ ہو کہ نبیؐ وفات کے بعد بھی زندہ ہیں اور امت کے حالات سے باخبر بھی اور بعض افراد کو ان حالات سے آگاہ بھی کرتے رہتے ہیں تو یہ بات کتابِ الٰہی کے سراسر خلاف اور صفتِ حیات، علم و تصرف میں کھلا شرک ہے

اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ سے فرما رہا ہے:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ○ (آیت ۳۰، پارہ ۲۳۔ سورۃ الزمر)

ترجمہ: بلاشبہ آپ کو بھی مرنا ہے اور یہ بھی بیشک مرنے والے ہیں۔

دوسری جگہ فرمان ہے:۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ○ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ○

(آیت ۱۵۔ ۱۶۔ سورۃ المؤمنون)

ترجمہ: پھر اس کے بعد تم کو ضرور مرنا ہے، پھر تم کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔

ایک زبردست انکشاف

شہداء اللہ تعالیٰ کے پاس جنت میں زندہ ہیں قبروں میں نہیں

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○

(بقرہ رکوع ۱۹۔ آیت ۱۵۴۔ پ ۲)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کو مرا ہوا نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں
لیکن تم سمجھ نہیں سکتے۔

اسی آیت میں وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی زندگی کی کیفیت ہماری زندگی سے بالکل علیحدہ ہے۔ ہم اس کیفیت کو عالمِ فانی میں سمجھ ہی نہیں سکتے۔

اُوپر کی آیت سورۃ البقرۃ کی ہے، اس کے بعد کی آیتیں جو جنگِ اُحد کے بعد سورۃ آل عمران میں نازل ہوئی ہیں صاف بتاتی ہیں کہ یہ زندگی دنیا میں قبروں کے اندر زندہ درگور قسم کی نہیں، بلکہ جنّت میں عیش و آرام کی زندگی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس زندگی کی کیفیت کو آل عمران رکوع ۱۷ میں کسی قدر ظاہر فرمایا ہے:۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝
فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ (پارہ ۴-آیت ۱۷۰-۱۶۹-سورۃ آل عمران)

ترجمہ: یعنی جو لوگ اللہ کے راستہ میں مارے گئے ان کو مرا ہوا نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، اُن کو رزق دیا جاتا ہے اور جو کچھ اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دے رکھا ہے اس میں خوش و خرّم ہیں۔

اس طرح سے صاف بتلا دیا گیا ہے کہ شہداء "عِنْدَ رَبِّهِمْ" اپنے رب کے پاس ہیں اور وہاں رزق پا رہے ہیں۔ ان قبروں کے اندر زندہ نہیں۔ اُن کی زندگی برزخی ہے، دنیاوی نہیں۔ اب یہ سارے واضح دلائل اپنے خلاف موجود پانے کے بعد دوسرا رُخ اختیار کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ چونکہ یہ زندہ ہیں اس لئے اِس دنیا میں بھی آتے جاتے رہتے ہیں لیکن اگر صحیح علم ہوتا تو شاید یہ بات نہ کہی جاتی کیونکہ حدیث میں صاف صاف آ گیا ہے کہ جنت سے نہ تو شہداء کی روحیں ہی اس دنیا میں واپس آ سکتی ہیں اور نہ خود شہداء اپنے جسم کے ساتھ۔ مطلب یہ نکلا کہ ——— ان کی روحیں اپنے رب کے فضل و انعام

اور رزق کی لذّات میں مصروف ہیں نہ کہ قبروں میں۔

بعض لوگ جن کی روزی غیراللہ کی نذر و نیاز پر ہے بیچارے بھولے بھالے دین سے ناواقف مسلمانوں کو دھوکہ دیا کرتے ہیں کہ وہ دنیا میں ہیں۔ یہ زبردست جال لوگوں کو شرک میں پھانسنے کا ہے۔

سچّی بات یہ ہے کہ قرآن میں جو حیاتِ شہداء کی آیتیں آئی ہیں وہ اس لئے نہیں آئی ہیں کہ شہداء کو وسیلہ بنایا جائے یا ان کو پکارا جائے بلکہ وہ یہ بتانے آئی ہیں کہ مؤمن کا یہ فرض ہے کہ ایمان کا بول بالا کرنے کے لئے اپنا آخری قطرۂ خون تک نچھاور کردے باطل کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کے بجائے اپنا سر دینے پر تیار رہے اور اگر اس راہ میں اسکا مالک اس کی یہ قربانی قبول کرلے تو وہ یقین رکھے کہ اس دنیاوی زندگی سے گذرنے کے فوراً بعد وہ جنتوں کی ایسی لازوال زندگی کا مستحق ہوجائے گا جہاں پھر موت نہیں، اور قیامت سے پہلے ہی وہ جنتوں کی نعمتوں سے مالامال کردیا جائے گا۔

آدمؑ کا نبیؐ کی ذات کو وسیلہ بنانے کی غلط روایت

غضب تو یہ ہے کہ ایک ایسی روایت بھی لائی جاتی ہے جس میں آدم علیہ السلام سے گناہ سرزد ہوجانے کا قصہ بھی بیان فرمایا گیا ہے اور یہ بھی کہ پھر ان کی توبہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرنے پر قبول ہوئی۔

روایت یہ ہے

لَمَّا اَذْنَبَ اٰدم الذنب الذی اذنبہٗ رفع راسنہ الی السماء فقال اسئلک بحق محمدؐ الاغفرت لی الخ

ترجمہ: جب آدم سے گناہ سرزد ہوگیا تو انہوں نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر محمدؐ

کے وسیلہ سے مغفرت کی دُعا رمانگی، اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ یہ "محمد" کون ہیں؟ آدمؑ نے جواب دیا کہ جب تو نے مجھے پیدا کیا تو مَیں نے سر اٹھا کر عرش کی طرف دیکھا اور وہاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا پایا تو میں سمجھ گیا کہ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ رکھا ہے اس سے زیادہ عظمت والا کوئی نام نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا اے آدم تم نے سچ کہا وہ نبی آخر ہیں اور تمہاری اولاد میں سے ہوں گے، اگر وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ کئے جاتے۔

اور ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ، کہ اے نبیؐ اگر آپ نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا۔ (فضائلِ ذکر فصل سوم صہ ۱۲۳)

اللہ اللہ! یہ اللہ تعالیٰ و رسول صلعم پر کس قدر شدید بہتان ہے قرآن کریم میں تو اللہ تعالیٰ آدم علیہ السّلام کی توبہ کی قبولیت کے سلسلہ میں ارشاد فرماتا ہے:۔

فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○

(پارہ ۱۔ سورۃ البقرہ۔ آیت ۳۰)

ترجمہ، پس سیکھ لیں آدم نے اپنے رب سے چند باتیں، پھر متوجہ ہو گیا اللہ اس پر بیشک وہی ہے توبہ کو قبول کرنے والا مہربان۔

اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ہم نے آدم کو توبہ کی دعا رسکھائی اور اسکے برعکس یہ روایت کہتی ہے کہ یہ آدم علیہ السّلام کا اپنا اجتہاد تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کو یہ دریافت کرنا پڑا کہ تم نے آخر کار محمدؐ کا وسیلہ کیسے پکڑا۔ مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ دعا رجو اللہ تعالیٰ نے سکھائی اور جس کے ذریعہ توبہ قبول ہوئی قرآن میں بیان کر دی گئی ہے اور وہ یہ ہے

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سکتہ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ (پارہ ۸۔ الاعراف۔ آیۃ ۲۳)

ترجمہ: (آدمؑ اور حوا نے) کہا اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہم کو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور تباہ ہو جائیں گے۔

دوسرا ضعف اس روایت میں یہ ہے کہ کائنات کی تخلیق کا باعث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو ٹھہرایا گیا ہے حالانکہ قرآن فرماتا ہے:۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ○ (الذاریات۔ آیۃ ۵۶۔ پارہ ۲۷)

ترجمہ: میں نے نہیں پیدا کیا جن وانس کو مگر اپنی بندگی کے لئے

ثابت ہوا کہ تخلیقِ کائنات کی غایت بندگی الٰہی ہے نہ کہ ذاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم خود ذات نبویؐ کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ فنِ حدیث کے لحاظ سے بھی اس روایت کو ہر محدث نے موضوع (گھڑی ہوئی) بتایا ہے۔ اسمیں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم راوی ہے اور اس پر یہ حکم لگایا گیا ہے۔ (میزان الاعتدال جلد ۲۔ ص ۱۰۶)

قول حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

یہ بات کسی کو درست نہیں ہے کہ دعا مانگے اللہ سے کسی اور وسیلہ سے بلکہ چاہیئے کہ اللہ ہی کے ناموں اور صفتوں کے ساتھ وسیلہ پکڑے اور یہ بھی نہ کہے کہ مانگتا ہوں تجھ سے یا اللہ بحق فلاں یا ساتھ فرشتوں یا نبیوں تیرے کے اور مثل اسکے۔ (در مختار)

قرآن کریم:۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ ۙ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ○ (پارہ ۲۔ ع ۳۔ سورۃ بقرۃ)

ترجمہ: ہم نے جو کھلے کھلے احکام اور صاف صاف ہدایت کی باتیں کتاب میں اتاریں اس کے بعد جو لوگ ان کو چھپائیں تو ان پر خدا بھی لعنت کرتا ہے اور دنیا بھر کے لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں۔

توحید شرک ہوگئی اور شرک توحید

اسلام کفر ہوگیا، سنّت بدعت ہوگئی اور بدعت سنّت

انقلابِ روزگار اور گردشِ ادوار نے اسلام میں اس قدر تغیر عظیم پیدا کر دیا کہ اصل دین جو زمانہ خیر القرون میں تھا آج عنقا ہے اس وقت جو کام باعثِ ضلالت تھے آج وہ راہِ ہدایت ہیں۔

یہ تغیر کیونکر ہوا اور کس طرح ہوا؟ اس کا جواب ذیل کی آیت دے گی :۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ط (پارہ ۱۰۔ رکوع ۱۱ سورۃ توبہ)

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت عالم اور درویش اہلِ کتاب کے کھاتے ہیں مال لوگوں کے ناحق اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے۔

مطلب صاف ہے کہ خود غرض اور مطلبی مولوی، مُلاّ، ڈھونگی مرشد، پیرزادے، نقلی صوفی، درویشوں نے اپنی طمع نفسانی اور دنیا مطلبی کی غرض سے ہمارے ناواقف بے علم بھائیوں کو اپنے مکر کے جال میں پھانس کر توحید و سنت پر خوب پردہ ڈالا اور شرک و ضلالت کو ایسا چمکانے کی ناکام کوشش کی کہ اپنے زعمِ باطل میں توحید کے آفتاب کو مدھم بنا دیا۔ خدائے لایزال کے صفاتِ خاصّہ غیر خدا میں منوا دئے، قبر پرستی، پیر پرستی، ارواح پرستی، رسوم تعزیہ داری، علم، الاوَ، نعل کی سواری، خواجہ خضر کی ناوَ بی بی کی صحنک، قبروں پر عرضیاں، عرس، ناچ رنگ، غیر اللہ کی نذر و نیاز، بزرگوں کے ناموں کے ورد و وظائف، فال گنڈے، ٹونے ٹوٹکے، بدشگونی، وہم پرستی، اصلی نقلی قبروں کے سجدے، طواف، غلاف، چڑھاوے، نبی، ولی، پیر، شہید کو غیب داں جاننا ان کی ارواح کو ہر جگہ حاضر و ناظر ماننا داخلِ اسلام ہوگیا۔ لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمان قبریں

کے پجاری اور لاکھوں مجاور قبروں کے بیوپاری بن بیٹھے۔

قیصر وکسریٰ کی مملکتوں سے خراج وصول کرنے والے اب بزرگوں کی قبروں کی کمائی پر جینے لگے۔ ہزارہا آیات واحادیث کے باوجود خلافِ شرع کاموں سے ایک انچ پیچھے ہٹنا گوارا نہیں کرتے۔ حضرت رسول کریم شفیع المذنبین رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے تو شرک کی منڈیوں کو ویران اور شرک کی بستیوں کو بیابان بنایا تھا۔ لات ومنات کے پجاریوں کو خدائے عز وجل کے آگے لا جھکایا۔ حضرت مریمؑ وعیسٰیؑ میں خدائی صفات ماننے والوں کو توحید کا سبق پڑھایا تھا۔ انبیائؑ اور اولیاءؒ کی قبروں پر منتیں ماننے اور چادریں چڑھانے والوں کو قادرِ مطلق کا پرستار اور خدائے برتر وتوانا سے دعائیں مانگنے والا بنایا تھا۔ سب کے سب انبیاء واولیاء، پیر وشہید تو مخلوق کو خالق کی ڈیوڑھی پر لا کھڑا کرنے، رحمانی جاہ وجلال کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بٹھاتے ہوئے خدا کی طرح نفع ونقصان کا اختیار جو مخلوقِ خدا میں سمجھا جاتا تھا۔ اس باطل عقیدے کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے تھے۔ مگر افسوس ہے کہ آج کلمۂ توحید کو پڑھنے والے توحید کے دشمن بنکر شرک وکفر کی ان تاریک غاروں میں گھسکر جنمیں گر کر اگلی قومیں غارت ہو گئی تھیں انہیں برگزیدہ بزرگوں کے ناموں، انہیں کی قبروں کے ساتھ وہی کام کر رہے ہیں.... جو بت پرست بتوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ سخت حیرت اور بے حد تعجب کا مقام ہے تم نے شرک کو اسلام اور کُفر کو اسلام سمجھ لیا۔ طاق، تعزیے، پٹے، چبوترے، تھان نشان پر تمہارے سر جھکنے لگے، مسجدیں بے رونق، مقبرے آباد کرے۔ خدائی اوصاف مخلوق میں مانے جانے لگے۔

میرے بھائیو! ذرا تو سوچو اور غور کرو کہ خدا کی خدائی سے انکار نہ تو **اسلام** سے پیشتر کسی کو تھا اور نہ اب بھی کسی کو ہے۔ کوئی ہندو مٹی پتھر سے بنائے بتوں کو خالق نہیں بتاتا، پارسی بھی آگ کو مظہرِ ایزدی کہتے ہیں نہ تو یہود کو خدا سے انکار ہے اور نہ نصاریٰ

کو، کفارِ عرب بھی خدا کو خدا مانتے تھے لیکن سب کے سب اپنے اپنے بزرگانِ دین کے ساتھ وہی افعال شرکیہ و کفریہ کرتے تھے جو آج ہم اپنے بزرگانِ دین کے ساتھ کر رہے ہیں اور توحید کے دشمن بن کر اسلام کو جڑ پیڑ سے اکھاڑ رہے ہیں۔

بھائیو! وہ اسلام جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر چھوڑ کر پیٹ سے پتھر باندھ کر طرح طرح کی مصیبتیں جھیل کر، اپنا خون پانی ایک کر کے پھیلایا تھا، جسے صحابہ کرامؓ نے اپنے بچوں کے خون سے پالا تھا وہ کہاں ہے؟ کدھر ہے؟ آج کے اسلام اور آج سے چودہ سو برس پہلے کے اسلام میں زمین و آسمان کا فرق نظر آنے لگا ہے ؎

دل صنم خانہ بنا ہے یادِ غیر اللہ سے　　بُت بھی اب کہنے لگے مُسلم نما کافر ہمیں

مولویوں اور پیروں، اخباروں اور رسالوں کیلئے

یہود کے علماء اور مشائخ کی دینی خیانت اور چوری کا ذکر کر کے اُمّتِ محمدیہؐ کے عالموں، پیروں، فقیروں، سجادہ نشینوں، درویشوں، صوفیوں، اماموں، واعظوں مفتیوں اور تمام پیشواؤں اور مقتداؤں کو خدائے متعال نے یوں ہوشیار کیا ہے:-

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِاَيْدِيْهِمْ ق ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ○　(پارہ ۱۔ رکوع ۹۔ سورۃ بقرۃ)

ترجمہ: پھر خرابی اور بربادی ہے ان (مولویوں اور پیروں) کے لئے جو لکھتے ہیں کتاب (تورات) اپنے ہاتھ سے پھر کہتے ہیں (جاہلوں کو) یہ خدا کی طرف سے ہے۔ (یعنی اپنے پاس سے مسئلہ یا فتویٰ لکھ کر سادہ لوحوں کو کہتے ہیں کہ دین کا یہی حکم ہے) تاکہ (اس دینی خیانت کے ذریعے) تھوڑے سے دام حاصل کریں۔ پھر افسوس

ہے ان پر جنہوں نے اپنے ہاتھ سے (جھوٹ) لکھا اور عذاب ہے ان پر کہ وہ ایسی کمائی کرتے ہیں۔

رسالوں اور اخباروں کے مالکان اور مدیر بھی کانپ جائیں اور ایسے کاروبار سے دست کش ہو جائیں جس کے ذریعہ بدعت اور شرک کی اشاعت ہوتی ہے اور وہ کاتب بھی، جن کے دل میں اللہ کا ڈر ہے لرز جائیں —— جو دانستہ شرک اور بدعت پھیلانے والے مضامین کی اُجرت لے کر کتابت کرتے ہیں۔ اگر زنا کی اجرت اور شراب (خمر) کی تجارت اور کمائی اس لئے حرام ہے کہ زنا اور شراب اسلام میں حرام اور کبیرہ گناہ ہیں تو شرک کی اشاعت کے عوض بھی جو اجرت ملے وہ بھی حرام ہے کہ شرک کے گناہ سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں اور نہ اس سے بڑھ کر کوئی حرام کام ہے۔ خدا کے تمام پیغمبر شرک کو مٹانے اور خانہ ساز شریعتوں کو ڈھانے کے لئے ہی آئے تھے۔

دُنیاوی مال و متاع کے لئے دین میں ردّو بدل کرنا یا دین کو اپنی خواہش کے مطابق بنانا۔ اتنی بڑی چوری اور خیانت ہے کہ خدا نے دین کے ستونوں اور مسندِ رسالت کے وارثوں کو آگاہ کرنے کے لئے پیارے حبیب حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا:۔

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ○ (پارہ ۱ ع ۱۴۔ بقرۃ)

ترجمہ: اور اے پیغمبر! اگر تم اس کے بعد کہ تمہارے پاس علم (قرآن) آچکا ہے ان (لوگوں) کی خواہشوں پر دین کی تبلیغ میں چلے تو پھر تم کو خدا کے عذاب سے بچانے والا نہ کوئی ملے گا اور نہ کوئی مددگار۔

دینِ چھپانے والوں پر پھٹکار

دینِ الٰہی کو حق حق بیان کرنے اور چرانے چھپانے کی پھٹکار سے بچنے کے لئے۔

فیصلہ خداوندی ملاحظہ فرمائیں :۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ○

(پارہ ۲ - ع ۳ - سورۃ بقرۃ)

ترجمہ : ہم نے جو کھلے کھلے احکام اور صاف صاف ہدایت کی باتیں کتاب میں اتاریں اس کے بعد بھی جو (دین کے وارث) لوگ ان کو (دنیاوی اور نفسانی فائدوں کیلئے) چھپائیں تو ان پر خدا بھی لعنت کرتا ہے اور دنیا بھر کے لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں۔

علماء نبیوں کے (دین کے) وارث ہوتے ہیں

انہی علماء کی تنبیہہ کے لئے کہ دین کو بگاڑ نہ دیں، خدا تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا، گوش ہوش سے سنئے :۔

وَاِنْ کَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَکَ عَنِ الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ لِتَفْتَرِیَ عَلَیْنَا غَیْرَهٗ ۖ وَ اِذًا لَّاتَّخَذُوْکَ خَلِیْلًا ○ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰکَ لَقَدْ کِدْتَّ تَرْکَنُ اِلَیْهِمْ شَیْئًا قَلِیْلًا ○ اِذًا لَّاَذَقْنٰکَ ضِعْفَ الْحَیٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَکَ عَلَیْنَا نَصِیْرًا ○ (پ ۱۵ - ع ۸ - سورۃ الاسراء)

ترجمہ : اے پیغمبر! (یہ قرآن) جو وحی کے ذریعہ ہم نے تیری طرف بھیجا ہے، قریب تھے کہ کافر تجھے اس سے فتنہ میں ڈال دیں کہ تم غیر وحی کو ہم پر افتراء باندھو (یعنی جو وحی نہیں ہے اس کو وحی کہو جو دین کی چیز نہیں ہے اس کو دین بتاؤ) پھر اس وقت (جب تم ان کے کہنے پر غیر وحی کو وحی اور غیر اسلام کو اسلام کہتے تو) وہ تجھے اپنا ولی ودوست بنا لیتے اور ہم اگر تجھ کو (تیری عصمت کے سبب) حق پر نہ رکھتے، تو تم تھوڑا سا ان کی طرف جھک جاتے اور اس وقت (جبکہ تثبیت الٰہی

تجھکو حاصل نہ ہوتی اور لوگوں کے کہنے پر تم غیر وحی کو وحی کہہ دیتے) تو ہم تجھے دوچند عذاب زندگی میں اور دوچند عذاب آخرت میں چکھاتے اور پھر تم کو ہمارے مقابلہ میں (عذاب دور کرنے والا) کوئی مددگار نہ ملتا۔

خدا نے اہلِ بدعت کو جھنجھوڑا ہے

دراصل اِس آیت میں اُمّت کو تعلیم دی گئی ہے، مسندِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثوں خطیبوں، واعظوں اور عالموں کو تنبیہ کی گئی ہے۔ خدا نے بدعتیوں کو کان سے پکڑ کر جھنجھوڑا ہے کہ وہ کوئی مسئلہ، فتویٰ، وعظ وغیرہ اسلام کے نام سے ہرگز بیان نہ کریں جو قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو یعنی یہ بات مقتدایانِ دین پر فرض ہے کہ وہ جس چیز کو بھی شرعی اور اسلامی کہہ کر بیان کریں، اسے کتاب و سنت کے استدلال سے واضح کریں اور اپنی قیاسی اور اختراعی پیداوار کو شریعت کی طرف منسوب کریں گے تو وہ اللہ تعالیٰ پر افترا کرنے والے ہوں گے۔ غور کریں کہ مذکورہ آیت میں خدا نے حضور انور ؐ کو فرمایا کہ اگر وہ غیر وحی کو وحی کہہ دیتے تو ہم انہیں دوچند عذاب آخرت میں کرتے اور ہمارے عذاب سے چھڑانے والا انہیں کوئی مددگار نہ ملتا۔ تو جن مولویوں اور پیروں نے سینکڑوں خانہ ساز مسئلے، بدعتیں دین کے نام سے، کارِ ثواب بتا کر لوگوں پر جاری کر رکھی ہیں۔ کل قیامت کے دن انہیں خدا کے عذاب سے کون بچائے گا۔

گردن اُڑا دی ہوتی

گدیوں اور منبروں کے وارثوں کیلئے

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا

مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ ۝ (پ ۲۹ ع ۶) سورۃ حاقۃ

ترجمہ: اور اگر پیغمبر کوئی بات (مسئلہ فتویٰ وغیرہ) ہمارے سر چپکیتا (جو ہم نے نہ کہا ہوتا) تو ہم نے اس کا داہنا ہاتھ پکڑ کر اس کی گردن اڑا دی ہوتی اور تم میں کوئی بھی ہم کو ایسا کرنے سے روک نہ سکتا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تحریر فرمادیا کہ اگر وہ کوئی بات ہمارے ذمہ لگاتے، جو ہم نے نہ کہی ہوتی تو ہم ان کی گردن اُڑا دیتے ـــــ تو ان علماء و مشائخ کا کیا حال ہوگا جو گدیوں اور منبروں کی دکانوں کو چلانے کے لئے سینکڑوں بدعتوں اور شرکیہ کاموں پر دین کا لیبل لگا کر عوام کے آگے پیش کرتے ہیں اور ایمانوں پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔

لوگوں کی خواہش کے مسئلے

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطابِ خداوندی ہوتا ہے:۔

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (پ ۲ ع ۱) سورۃ بقرۃ

ترجمہ: "اور اے پیغمبر! تجھ کو جو وحی کا علم حاصل ہو چکا ہے اگر اس کے حاصل ہونے پیچھے، تم ان لوگوں کی خواہش پر چلے تو اس صورت میں تم بھی ظالموں میں شمار ہو گئے"

اس سے معلوم ہوا کہ کتاب و سنت سے اِدھر یا اُدھر ہٹ کر مسائل بتانے والے علماء لوگوں سے روپیہ پیسہ لے کر ان کی مرضی کے مطابق فتوے دینے والے مفتی ظالم ہیں، خائن ہیں، دین کے چور ہیں۔ ایسے لوگوں سے متعلق لرزہ براندام کر دینے والا حکم قرآن میں یوں آیا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ

ترجمہ: "جو لوگ ان احکام کو جو خدا نے کتاب میں نازل کئے ہیں (نفسانی اغراض کی بنا پر) چھپاتے ہیں۔ اور ان کے بدلے دنیاوی معاوضہ جو بمقابلہ آخرت تھوڑا ہے، حاصل کرتے ہیں (ایسا کرنے میں) یہ لوگ اپنے پیٹوں میں انگارے بھرتے ہیں، ان (بے ایمان اور خائن عالموں اور درویشوں) سے خدا قیامت کے دن بات بھی نہیں کرے گا۔ اور نہ اُن کو (دین فروشی اور مذہبی خیانت کے گناہوں سے) پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ یہ (دین کے چور اور مذہبی خائن علماء) وہ لوگ ہیں جنہوں نے مول لیا، گمراہی کو بدلے ہدایت کے اور عذاب کو بدلے بخشش کے پھر کیا صبر کرتے ہیں وہ آگ پر۔

ایک اور جگہ خدا تعالےٰ نے ایسا ہی علماء اور مشائخ کو ان الفاظ کے ساتھ متنبہ کیا ہے۔

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ پ ع۵ سورۃ البقرۃ

ترجمہ: "خبردار سچ کو جھوٹ کے ساتھ گڈمڈ نہ کرو اور (دین بیان کرنے میں) حق کو نہ چھپاؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔

کافروں کا طریقہ

قرآن حکیم میں بتایا جا رہا ہے

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۲﴾

اور جب ان کو ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ تو تم ان منکروں کے چہرے پر ناخوشی کے آثار دیکھتے ہو (یہاں تک) قریب ہوتے ہیں کہ ان لوگوں پر حملہ کر بیٹھیں جو ان کو ہماری آیتیں سناتے ہیں (اے پیغمبر!) ان سے کہیئے کہ کیا اس سے بھی بدتر تمہیں ایک بات بتاؤں (لو سنو وہ) دوزخ کی آگ ہے جس کا خدا نے منکروں سے وعدہ کر رکھا ہے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو کسی کے حق کا واسطہ دینا جائز نہیں

جن لوگوں نے وسیلہ کے نام سے بزرگانِ دین کی استعانت اور انبیاء اور اولیاً سے استغاثہ جائز کر رکھا ہے انہوں نے قرآن کے لفظ وَسِیْلَہ (بہ معنی قُرب) کو اُردو کے لفظ وسیلہ (بہ معنی ذریعہ) کا مترادف سمجھ لیا ہے، حالانکہ قرآن و حدیث سے یہ ثابت ہے کہ وسیلہ سے "تقرب" مُراد ہے مُسلم کی روایت ہے:۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمروؓ ابن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم اذان دینے والے کو اذان دیتے ہوئے سنو تو وہی کلمات کہو جو وہ کہہ رہا ہو، پھر مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ طلب کرو کیونکہ یہ وسیلہ جنت کا وہ مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں صرف ایک بندے کے لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ میں وہ بندہ ہوں سُن لو جس نے میرے لئے اللہ تعالیٰ سے یہ وسیلہ مانگا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (مُسلم)

معلوم ہوا کہ وسیلہ جنت میں بلند ترین مقام کا نام ہے۔

اور بخاری کی روایت یوں ہے:

ترجمہ: جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اذان سنکر یہ کہا کہ اے اللہ اس پوری پکار کے رب اور ہمیشہ باقی رہنے والی نماز کے مالک عطا فرما محمدؐ کو وسیلہ اور فضیلت اور مبعوث فرما ان کو اس مقام محمود پر جس کا تو نے وعدہ کیا ہے۔ (تو) ایسے کہنے والے کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (بخاری ۸۶)

پس معلوم ہوا کہ "وسیلہ" سے مُراد "قرب الٰہی" ہے اور اس سے کسی کی ذات کو اللہ کے حضور وسیلہ بنانا مقصود نہیں۔

افسوس کہ آج اللہ تعالیٰ کو کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دلایا جاتا ہے کبھی کسی ولی کا اور کبھی کسی پیر کا۔ اور قرآن کی وسیلہ والی آیت کو لوگوں نے اردو زبان کے وسیلہ کے معنی میں ڈھال کر دعاؤں میں اللہ کے نیک بندوں کی ذات کو وسیلہ بنانے کا مذموم طریقہ ایجاد کر لیا ہے۔ ہر چند کہ سارے مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہاں وسیلہ سے مراد اللہ کا تقرب ہے اور وہ ایمان اور نیک اعمال ہی کے ذریعہ سے ممکن ہے۔

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْآ اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو، اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو، اور جہاد کرو اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ۔ آیت ۳۵ - سورۃ المائدۃ

قرآن کی اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں وسیلہ سے قربت اور تقرب مراد ہے۔ اور وہ ایمان، تقویٰ اور جہاد فی سبیل اللہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اور یہی ایمان وعمل کا وسیلہ ہی وہ وسیلہ ہے جس کے حق ہونے پر سب متفق ہیں۔ کیونکہ یہی بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ صحیح اتباعِ رسول سے رسول کی امت کی دعویداری کی جا سکتی ہے صالح اعمال نہ کر کے یا اپنی طرف سے جیسے جی چاہے ایجادات یا من گھڑت روایات پر عمل کر کے کوئی تقرب حاصل نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم میں واضح ارشاد ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖٓ اَحَدًا پ۱۶، سورۃ الکھف آیت ۱۱۰

ترجمہ: اے نبی کہہ دیجئے کہ میں محض تم جیسا ایک بشر ہوں میری طرف وحی بھیجی جاتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے۔ سو جو اپنے رب کی ملاقات چاہے اسے چاہیئے کہ وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔

۴۱

مقتولینِ بدر کا سُننا

صرف اللہ تعالیٰ ہی ایسا ہے جو اپنی مخلوقات میں تصرف کر سکتا ہے اور کرتا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے، چاہے تو زندوں کی بات اپنی قدرت سے مُردوں کو سنا دے اور مُردوں کو طاقتِ گویائی عطا کر کے ان کی آواز زندوں کو پہنچا دے، زندوں میں ہرگز یہ قوت اور اختیار نہیں کہ وہ اپنی آواز مُردوں کو سُنا دیں، اور نہ ہی مُردوں میں کوئی طاقت اور تصرف ہے کہ بول سکیں، اور بولنا زندوں کو سنا دیں، یہ عقیدے اور ایمان کی بات ہے، خوب یاد رکھیں اور کبھی نہ بھلائیں۔

جنگِ بدر میں جو کافر مارے گئے مسلمانوں نے اُن کو گھسیٹ کر بدر کے گڑھے میں پھینک دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تیسرے دن روانہ ہونے کے لئے سوار ہوئے تو اس گڑھے پر تشریف لے گئے، اور ان کافروں کے نام لے لے کر پکار کر فرمایا۔ ہمارے رب نے جو رحمت کا وعدہ ہم کو دیا تھا ہم نے وہ پا لیا، اور تم نے بھی وہ عذاب پا لیا جس کا وعدہ تم کو تمہارے رب نے دیا تھا۔ (بخاری)

اِس روایت سے معلوم ہوا کہ رحمتِ دو عالمؐ کی آواز مرے ہوئے کافروں ابوجہل وغیرہ نے سُن لی چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضورؐ سے پوچھا۔ کیا وہ سنتے ہیں؟ آپ نے فرمایا سنتے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ حضورؐ کا معجزہ تھا، جو آپ کی آواز خدا نے کافروں تک پہنچا دی۔ یہ لوگ اسلام کے بدترین دشمن، قرآن کے مخالف، قیامت کے منکر اور حضورؐ کی جان کے لاگو تھے، ٹھٹھے مذاق اور تمسخر سے عذاب مانگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی حسرت اور ندامت بڑھانے کے لئے ان کو یہ بات سُنوا دی کہ جس عذاب کا تم مضحکہ اُڑاتے تھے، دیکھ لو، اب تم اس عذاب میں گرفتار ہو، گویا خدا نے انہیں مبتلائے عذاب کر کے، حضورؐ کی زبان سے وعدہ دئے گئے عذاب کو یاد دلا کر، سنا کر

انہیں ذلیل وخوار، رسوا اور نادم وشرمندہ کیا۔ پس یہ ایک معجزہ تھا جس کا وقتی طور پر ظہور ہوا، اور اس معجزے کا کفار کو سنانے کا بین السطوران کے عذاب کی آگ پر شعلۂ حسرت کا اضافہ تھا اور اُمّت کو سنانا مقصود تھا۔ کہ اللہ کے وعدے سچے ہیں، مرنے کے بعد جزا، سزا، اور عذاب وراحت برحق ہے۔

اگر کوئی شخص اس روایت سے یہ استدلال کرے کہ بدر کے مُردوں نے جب حضورؐ کی آواز کو سُن لیا تو ثابت ہوا کہ مُردے سنتے ہیں، یاد رہے کہ اس معجزے سے مُردوں کے سننے پر دلیل پکڑنا بے سُود ہے، کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ بدر کے گڑھے میں پڑے ہوئے مُردے دوسرے لوگوں کی آوازیں یا پکاریں بھی سنتے تھے؟ یا آج تک سُن رہے ہیں؟ اور کیا پھر آپ کا ایمان ہے کہ ابوجہل اور اس کی فطرت وقماش کے مرے ہوئے کافراور مشرک زندوں کی آواز سنتے ہیں؟ ــــ یعنی کافروں اور مشرکوں کی نعشوں کے سننے کے آپ قائل ہیں؟ آج آپ کے سامنے اگر کوئی کافر مرجائے اور آپ اس کی نعش پر کھڑے ہو کر اس کو بلائیں، پکاریں، یا کچھ سُنائیں۔ تو کیا وہ سُن لے گا؟ ہرگز نہیں! کبھی نہیں! یاد رکھیں کہ مقتولین بدر کو خدا تعالیٰ نے خصوصیت سے حضرت انورؐ کی آواز سنوادی تھی، ظہور معجزہ کے بعد پھر وہ کافر کسی کی آواز دیکار نہیں سُن سکتے تھے، تو پھر یہ امر کس طرح مردوں کے سننے کی دلیل بن سکتا ہے۔

خرقِ عادت اُمور جو پیغمبروں سے وقتی طور پر ظہُور پاتے رہے امت کے لوگ ان کی اساس پر اپنی خیالی عمارتیں کھڑی نہیں کر سکتے، حادث عقیدوں کے قلعے نہیں بنا سکتے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور کے ستون سے ٹیک لگا کر خطبہ سنایا کرتے تھے۔ جب آپ کے لئے منبر تیار کیا گیا، اور آپ منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھنے لگے تو وہ ستون اس قدر چلّایا اور رویا۔ کہ پھٹنے کے قریب ہو گیا۔ حضورؐ منبر سے اُتر کر اُس کے پاس گئے۔ اسے ہاتھ سے پکڑا، اور (تسلّی دینے کے لئے) سینے سے لگایا، بین وہ بچے

کی مانند روتا تھا کہ جوں جوں بچے کو چپ کرائیں، وہ روتا جاتا ہے۔ بالآخر وہ خاموش ہو گیا (بخاری)

(نوٹ) کیا آپ اس ستون کے رونے سے یہ استدلال کرسکتے ہیں کہ لکڑی سنتی بولتی ہے؟

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے معجزے ہیں، جس طرح حضورؐ کے یہ معجزے ہیں۔ ویسے ہی بدر کے مقتولوں کو سنانے کا معجزہ ہے، جب یہ کہا جاتا ہے کہ رسولِ خدا کی آواز بدر کے مُردوں نے سُن لی تھی، اس لئے ہماری آواز بھی مردے سن لیتے ہیں تو جس طرح رحمتِ دو عالمؐ کے اور بہت سے معجزے ہیں۔ ان معجزوں والے کام بھی آپ لوگ کیوں نہیں کر دکھلاتے؟ کیونکہ صرف ایک ہی معجزے کو لے کر عمومِ سماع کی دلیل بنا کر قبروں پہ میلے اور عرس لگا لئے ہیں اور لوگوں کو کہہ دیا ہے کہ اہلِ قبور کو اپنے دکھڑے سناؤ اور اُن سے مدد مانگو۔

اگر مقتولین بدر کے معجزے پر عمل ہے، تو پھر لکڑیوں، ستونوں، سنگریزوں درختوں کو آواز دے کر بلاؤ، ان سے کلمۂ شہادت سنواؤ، انگلی کے اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے کر دو، پتھر اور درختوں سے خود کو سلام کراؤ جب ان معجزات پر عملدرآمد کرنے کو تیار نہیں اور نہ آپ کو قدرت ہے۔ تو بدر کی نعشوں کے معجزے کے آپ کیوں کر عامل بن بیٹھے اور اسماعِ مَوتٰی کی آپ کو کہاں سے قدرت حاصل ہو گئی ہے؟

خبردار

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ (پ۲۲ ع ۱۴)

"تم ان کو (کتنا ہی) پکارو، وہ تمہارے پکارنے کو نہیں سنیں گے اور (بالفرض) سنیں بھی، تو تمہاری فریاد رسی نہ کرسکیں گے اور (تم جو ان کو پکار کر خدا کا شریک

بنا رہے ہو) قیامت کے دن (وہ) تمہارے شرک سے انکار کردیں گے اور حق تعالیٰ خبردار کی مانند کوئی تم کو (شرک کی بے حقیقی کی) خبر نہیں بتائے گا۔"
پیچھے قرآن حکیم کے حوالے سے آپ پڑھ چکے ہیں کہ نبی بھی مُردوں کو نہیں سُنا سکتے معلوم ہوا کہ مقتولین کا سُننا اللہ تعالیٰ کی حکمت، معجزے کے طور پر وقتی تھی اور اس میں بھی صرف ان کو سُنانا ہی مقصود تھا۔ اس میں ان کو کچھ حاجت روائی کے لئے نہیں سُنایا گیا۔

سب بُتوں سے خطرناک بُت

بعض علمار اور مشائخ کہتے ہیں کہ صرف پتھر کے بتوں کو پوجنا ہی بت پرستی ہے، یاد رہے کہ جس چیز میں خدا کی لازوال صفات میں سے کسی صفت کو مان لیا جائے۔ خدا کی عبادت کی طرح کا کام جس کے واسطے کرلیں، خدا کا حق عبادت جس کسی کو دے دیں، جس کو بھی خدا کے مقام پر بٹھا دیں۔ وہ چیز خواہ سورج ہو چاند ہو، ستارہ ہو، پہاڑ ہو، دریا ہو، پیپل ہو، تلسی ہو، گائے ہو، مزار، مقبرہ، خانقاہ، تھان، بزرگ کا مقام، چلہ شدہ، علم، بانس، کاغذ، دل ، پیر، مرشد فقیر، مولوی، امام، مجتہد، حاکم اور بادشاہ ہو۔ یہ سب ہی شرع کے حکم سے پجاریوں کے لئے خدا کا شریک اور بت بن جاتے ہیں اور انہیں کسی صورت بھی خدا کا شریک ٹھیرانے والے خدا کے نزدیک مشرک، اور بُت پرست ہو جاتے ہیں، افسوس! آج تک علمار اور مشائخ نے مسلمانوں کو شرک اور بُت پرستی کے متعلق صرف یہی بتایا کہ پتھر، لوہا، تانبا، پیتل، چاندی، اور سونے کے بنے ہوئے بتوں کو سجدہ کرنا انہیں ہار پہنانا، خوشبو لگانا، اور ان کے آگے دودھ، دہی، گھی، حلوہ، پوری، روپیہ پیسہ، چاندی، سونا نذر کرنا، بھینٹ اور چڑھاوا چڑھانا شرک اور بت پرستی

ہے، ان سے مرادیں مانگنا اور آسیں، امیدیں لگانا. اللہ کے ساتھ شریک لانا ہے، لیکن سب سے بڑے خطرناک بُت کا پتہ نہ دیا۔ جو انسان کا بُت ہے۔ جو جیتے بھی پُجتا ہے اور مرنے کے بعد بھی صدیوں تک معبود بنا رہتا ہے. پتھر کا بُت اتنا خطرناک نہیں ہے، جتنا انسان کا بت دوزخ بدوش ہے، کیا پتھر کا بت لوگوں کو آواز دے کر بلاتا ہے، اس کے پاس اقتدار ہے، زور اور طاقت ہے جس کے بل بوتے پر لوگوں سے سجدے کراتا اور نذریں لیتا ہے. ہرگز نہیں! انسان کے ہی بت کا یہ حال ہے کہ لاکھوں انسانوں کو ایک وسیع میدان میں اکٹھا کر کے خود تخت آبنوس پر چڑھ کر اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى کا ناد بجاتا ہے تو لاکھوں انسان اس کے اقتدار سے سہم کر سجدے میں گر جاتے ہیں اور فرعون کی خدائی پر ایمان لاکر سر اٹھاتے اور جان کی امان پاتے ہیں. کہیئے۔ پتھر کا بت زیادہ جان لیوا ہے یا انسان کا۔ جان لیوا اور ایمان لیوا ؟

بُت پرستی کی غرض و غایت

جنہوں نے خود اپنے بت پُجانے ہوں، وہ لوگوں کو صرف سورج، چاند، ستاروں اور پتھروں کے بتوں کی پوجا سے ہی نفرت دلائیں گے، اور انسان کے بت کی پرستش میں خدارسی کا راز بتائیں گے، اس بت کو توڑنے، پھوڑنے، ٹھکرانے اور مٹانے کی طرف نہیں آئیں گے. اگر آپ کتاب وسنت کی روشنی میں حضرت آدم کے زمانہ تک نظر دوڑائیں، تو ان تمام دوروں، عہدوں اور قرنوں میں آپ کو صرف انسان کا بت ہی نمایاں حیثیت میں خدا کے مقام پر نظر آئے گا۔ یہی بت ہی خدا کا عریاں شریک دکھائی دے گا اور اسی بت نے ہی خدا کے مقابلہ پر انسانوں سے دھڑلے سے بندگی کرائی ہے۔

قومِ نوحؑ کے پانچ صالحین

حضرت نوحؑ کے دور میں جو پانچ بُت، جن کا حوالہ قرآن حکیم میں ہے، ودّ۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر، تھے، وہ مرجع انام تھے، خدا کے قرب کا ذریعہ تھے۔ لوگ ان کو سجدے کرتے، ان کے نام کی نیازیں دیتے اور حاجت روائیوں کے لئے ان کے آگے منّتیں سماجتیں کرتے تھے، ان ہی پانچوں کو مٹانے کے لئے حضرت نوحؑ نے ساڑھے نو سو سال خون پسینہ ایک کیا۔ پتہ ہے آپ کو —— یہ پانچ کون تھے۔ ان کا ذکر صحیح بخاری میں یوں آیا ہے :-

اَسْمَآءُ رِجَالٍ صَالِحِيْنَ مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ فَلَمَّا هَلَكُوْا اَوْحَى الشَّيْطٰنُ اِلٰى قَوْمِهِمْ اَنِ انْصُبُوْا اِلٰى مَجَالِسِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا يَجْلِسُوْنَ اَنْصَابًا وَّسَمُّوْهَا بِاَسْمَآئِهِمْ فَفَعَلُوْا فَلَمْ تُعْبَدْ حَتّٰى اِذَا هَلَكَ اُولٰٓئِكَ وَتَنَسَّخَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ (بخاری)

" (ودّ، سواع، یغوث، یعوق، نسر) یہ سب نیک آدمیوں کے نام ہیں جو حضرت نوح علیہ السّلام کی قوم میں سے تھے، جب یہ اللہ کو پیارے ہو گئے تو شیطان نے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ جن جگہوں پر یہ لوگ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کے ناموں کے بُت بنا کر نصب کر دو۔ لوگوں نے ایسا ہی کر دیا اور صرف یادگار کے طور پر ایسا کیا۔ ان کی پرستش نہ کرتے تھے۔ جب یادگار بنانے والے بزرگوں کی مورتیاں کھڑی کرنے والے مرکھپ گئے اور پچھلوں کو (یادگار بنانے کا) علم وشعور نہ رہا تو ان کی پرستش کرنے لگ گئے۔"

وہ لوگ صرف پتھروں کے آگے نہیں جھکتے تھے، محض پتھروں کے بتوں کو نیاز د

نذر کے ذریعے خوش نہیں کرتے تھے، بلکہ وہ یہ عقیدہ لے کر ان بتوں کے پاس آتے تھے کہ جن بزرگوں کے نام کے یہ بُت ہیں۔ جب ان کے نام کی نذر و نیاز دی جائے گی تو ان کی روحیں خوش ہوں گی اور اپنی مورتیوں میں آموجود ہوں گی اور پھر نیاز دہندگان کی التجاؤں، دعاؤں اور پکاروں کو سن کر خدا سے انکی حاجت روائیاں اور مشکل کشائیاں کرادیں گی، انصاف سے فرمائیں کہ کیا انسان کا بُت نہیں پوجا گیا؟ دراصل انسان کے آگے رکوع وسجود اور اس کا طواف نہیں ہوا؟ اس کے نام کی نذریں نہیں دی گئیں؟ اس کو خدا کا سفارشی نہیں بنایا؟ اس کو سمیع و بصیر نہیں مانا گیا؟ اور جو کام خدا کے لئے مخصوص ہیں، انسان کے لئے نہیں کئے گئے؟

بُت پرستی اور قبر پرستی کی ہم رنگی

حضرت آدمؑ سے لے کر رحمتِ دوعالمؐ کے زمانہ تک جو بُت پوجا ہوتی رہی ہے، وہ اسی نظریہ عقیدہ اور ایمان کی بنا پر ہوتی رہی ہے کہ خدا کے پیاروں کی روحیں اپنے بتوں میں ــــ اپنے چڑھاوے لینے کے بعد آتی ہیں اور پجاریوں حاجتمندوں کی دعاؤں اور التجاؤں کو لے کر خدا کے پاس جا کر ان کے وارے نیارے کرادیتی ہیں، اور ہر زمانہ میں جتنے بُت بھی بنائے گئے ہیں ــــ بندگانِ خدا کے نام سے ہی تراشے گئے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ انسان ہی پوجا گیا ہے۔

خانہ کعبہ میں جو مشہور بُت لاتؔ تھا، تفسیر ابن جریر میں ہے کہ دراصل وہ لاتؔ ایک انسان تھا جو کعبۃ اللہ کی بڑی دیکھ بھال کرتا تھا، بڑا فیاض اور مہمان نواز تھا۔ حج کے دنوں میں لوگوں کو ستّو پلاتا اور ان کی ہر طرح مدارات کرتا تھا۔ جب وہ مرگیا تو بعد کے لوگوں نے اس کے نام کا بُت بنا کر خانہ کعبہ میں رکھ دیا اور اپنے بزرگ لاتؔ کی بزرگی، صالحیت، خدارسی اور اس کے علم و ورع کا شکار بن کر

اس کے بُت کے آگے وہی عقیدے اور آرزوئیں لے کر آنے لگے جوان کے پیش رَو قومِ نوح وغیرہ کے لوگ اپنے اپنے بزرگوں کے بتوں کی درگاہوں میں لے کر سجدہ ریز ہوتے تھے، اس طرح اہلِ مکہ بھی پتھروں کو توجہ کا مرکز بنا کر درحقیقت اپنے بزرگوں ــ اِنسانوں ہی کی ڈنڈوت کرتے تھے اور کہتے تھے: مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۔ (پ۲۳ زمر) "ہم تو ان (لات ومنات بزرگوں) کی پوجاپاٹ صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ (اللہ کے پیارے) ہمیں اللہ کے نزدیک کردیں۔" وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (پ۱۱ یونس) اور کہتے ہیں کہ یہ (مقربانِ بارگاہِ ایزدی) اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔"

خدا کے بزرگوں اور ولیوں میں سب سے بزرگ اور ولی خدا کے پیغمبر اور رسُول ہیں۔ ان کی قبروں پر یہودیوں اور عیسائیوں نے میلے لگانے شروع کر دئے، سجدے، طواف، اعتکاف اور نذر ونیاز کی عبادتوں کی طرح ڈال دی، اور جو کام مسجدوں میں خدا کے لئے کئے جاتے تھے، انہوں نے وہ کام قبروں پر کرنے کی ٹھان لی قبروں کو مساجد بنالیا۔ خدا کا سا معاملہ اہلِ قبور سے کرنے لگ گئے۔

اسی طرح اولیاء اللہ، صالحین، بزرگانِ دین اور شہیدوں کے چل بسنے کے بعد لوگوں نے ان کی تربتوں پر حاضر ہو کر اپنے پہلوں کے سے کام شروع کر دئے ہیں اور ان کے مزاروں پر وہی عقیدہ لے کر آنے لگے، جو زمانۂ جاہلیت کے لوگ اپنے ولیوں اور بزرگوں کے نام کے بتوں کی نصب گاہوں پر لے آتے تھے۔

غور کریں کہ وہاں پتھر کا بُت تھا، یہاں قبر ہے۔ پیغمبر کی یا ولی کی یا شہید کی، نہ وہ لوگ پتھر سے کچھ سروکار رکھتے تھے، نہ یہ لوگ قبر کی مٹی، اینٹ، پتھر کو مخاطب کرتے ہیں، وہ بھی عقیدے میں بزرگ اور ولی کو پکارتے تھے، یہ بھی صاحبِ قبر پیغمبر، شہید، بزرگ اور ولی سے استمداد کرتے ہیں، وہ بھی بزرگ کی رُوح کو

نیاز سے خوش کرتے تھے، یہ بھی نذر، نیاز، سجدے، چڑھاوے، طواف اور غلاف سے بزرگ کو راضی کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ تصرف اولیاء اللہ کو اسلام کے اندر کوئی درجہ اور مقام حاصل نہیں ہے اور نہ ہی یہ کوئی مسئلہ ہے، بلکہ ایجاد بندہ ہے۔ "اولیائی" کا کاروبار چلانے اور عوام کو مصائب و حوائج میں اپنے در پر جھکانے کے لئے یار لوگوں کی اختراع ہے، سُن رکھیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے کاروبارِ مملکت اور نظام شہنشاہی میں کسی نبی، ولی، بزرگ اور شہید کو کچھ بھی تصرف و اختیار نہیں دے رکھا ہے۔ اس کے متعلق قرآن حکیم میں بار بار وضاحت سے بیان کر دیا گیا ہے۔

دعوتِ غور و فکر

مسلمانوں کی اکثریت مشرک بن چکی ہے۔ قرآن حکیم میں توحید کا مسئلہ کھول کھول کر بیان کر دیا گیا ہے۔ پھر لوگ کہتے ہیں کہ یہ اختلافی مسئلہ ہے حقیقت تو علمائے حق سے پوشیدہ نہیں ہے۔ پھر شرک کا اس قدر کیوں بول بالا ہو رہا ہے۔ تقسیم ہند سے پہلے تک جتنی دھوم دھام مزاروں عرس منانے اور پیروں کی تھی اس کی تو گنتی بھی گنی جا سکتی تھی۔ آج تو جگہ جگہ مزار بن رہے ہیں عرس من رہے ہیں اور پیری مریدی ہو رہی ہے ان کا شمار بھی مشکل ہے۔ شرک و بدعت میں نئی نئی ایجادات ہو رہی ہیں چونکہ شروع ہی میں اصلی ولیوں کے مزارات بنانے اور عرس منانے کو نہ روکا گیا۔ اسی وجہ سے آج ہمارے دیکھتے دیکھتے مادر زاد ننگے پاگل سڑکوں پر پڑے رہنے والے فقیروں کے بھی شاندار مزارات تعمیر کر کے جھنڈے گاڑے جا رہے ہیں خوب عرس منائے جا رہے ہیں۔ اخبارات رسالے اپنی فروخت بڑھانے کے لئے پورے صفحات مزاروں کی تصاویر اور مضامین شائع کر کے شرک و

بدعت کی آبیاری کر رہے ہیں۔ عوام کا بڑا طبقہ دینی اور دنیاوی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے آئے دن کی ایسی نشر و اشاعت سے متاثر ہو کر اسی کو دین سمجھ بیٹھا۔

خیال ہوتا ہے کہ علم والے غور و فکر کرنے والے کیا دیکھ سوچ رہے ہیں

تعزیوں کی رسم جو رام لیلا کی ایک شکل پیش کرتی ہے کیا یہ ہندوستان پاکستان کے علاوہ مکہ مدینہ یا کسی اور ملک کی ایجاد سے جاری ہوئی ہے؟ اس کو شروع سے نہیں روکا گیا تو آج یہ کیا تصویر پیش کر رہی ہے۔ لوگ خود ہی اس کو بناتے ہیں۔ اسی کو چومتے ہیں۔ اسی پر منت کے چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔

قوالی کیا چیز ہے؟ اس میں کیا ہو رہا ہے۔ خدا رسول کے نام۔ تالیوں، طبلوں کی تھاپ، سارنگیوں اور ہارمونیم کے سروں کی موجوں پر دن دونی رات چوگنی ترقیوں پر ہے۔ یہاں تک کہ اب مناسکِ حج کو بھی قوالیوں میں رنگا جا رہا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ایسی ہی قدر ہے۔ کیا ہم کو اللہ تعالیٰ سے حیا بھی نہیں آتی۔ کیا یہ بھی مکہ مدینہ سے ایجاد ہوئی ہے۔

کیا ڈھول باجوں تالیوں پر شریعت خاموش ہے؟

عید میلاد النبی پر لوگ مسجدِ نبوی، اور گنبد کا ڈھانچہ بنا کر اُن میں پردے سجا کر چوراہوں پر کھڑا کر دیتے ہیں اور لوگ آ کر انکی چوما چاٹی کرتے ہیں۔ کیا یہ ہندوستان پاکستان کے علاوہ مکہ مدینہ سے یا صحابہؓ رسولؐ سے ایجاد ہوئی ہیں۔ اسلام کی صحیح پیروی کی بجائے ہر ایک کسی کی پیدائش اور موت کا دن منایا جا رہا ہے جبکہ ایسی کوئی رسم یا طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اُن کے صحابہ سے ثابت نہیں عشقِ رسولؐ یا محبتِ صحابہ اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت سے ہی ثابت کی جا سکتی ہے جس کا دُور دُور پتہ نہیں چلتا۔ ہم عمل تو کر کے نہ دیں مگر کام ایسے کریں کہ دھوم مچتی رہے جس سے اسلام کا حلیہ ہی بگڑ گیا۔

پیر پرستی کو نہ روکا گیا تو آج ہم دیکھ رہے ہیں اپنے آپ کو مسلمان کہنے والے اور غیر مسلم عیسائی بھنگی تک بھی دو چار کرتب یا جادو کے ہاتھ سیکھ کر پیری کا لبادہ اوڑھ کر لوگوں کے ایمان۔ عزت اور دولت پر خوب ہاتھ صاف کر رہے ہیں۔

آپ آئے دن سنتے اور دیکھتے رہتے ہیں کہ فلاں عورت کو پیر صاحب خراب کر گئے۔ یا فلاں عورت کو پیر صاحب لے اُڑے یا فلاں کی دولت پر ہاتھ صاف کر گئے۔ یہ سزا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ پورا معاشرہ بربادی کی منزلیں تیزی سے طے کرتا رہا۔ اور اس سے بڑی سزا اختلاف ہے کہ اُمّت کے بڑے طبقہ نے گھڑی ہوئی روایات کی کتابوں پر ایمان رکھ کر قرآن اور رسولِ خدا سے اختلاف کیا تو اُمّت کے سارے لوگ اختلاف کے عذاب میں گرفتار ہو گئے۔ چاہے وہ قبیلوں کا معاملہ ہو برادریوں یا کنبوں کا، حاکموں اور رعایا کا ہو، باپ بیٹے کا ہو یا ماں بیٹی کا بھائی بہن بھائی بھائی، شوہر بیوی سب کے سب بات بات پر اختلافات میں الجھتے رہتے ہیں

جب توحید ہی نہ رہی تو ایمان کہاں رہا۔ سوچنے کا طریقہ ہی غلط ہو گیا تو سنجیدگی سچائی خوف خدا اور اللہ پر بھروسہ تو ختم ہو چکا۔ ہر شخص اپنی دانست میں دوسرے سے زیادہ عاقل۔ اور اپنے ہر فعل کو درست سمجھنے لگا۔

دنیاوی تعلیم کی کمی نے بھی اختلافات کو خوب جلا بخشی تو نہ خدا ہی ملا۔ نہ دنیا ہی ملی۔ ہر شخص اپنے فعل کو درست قرار دینے کے لئے سب کچھ کر گذرتا ہے دنیا کے بہت سے لوگ جو مسلمان نہیں ہیں۔ دوسرے ملکوں میں آباد ہیں کیا وہ بھی مزاروں اور پیری مریدی سے اپنا کام نکالتے ہیں۔ ؟ نہیں بلکہ وہ دنیاوی تعلیم حاصل کر کے اپنے اندر طرح طرح کی صلاحیتیں پیدا کر کے تربیت اور نظم و ضبط سے اپنے دنیا کے معاملات کو سر توڑ کوششوں کے ساتھ چلا رہے ہیں۔
ہم تو خدا والے ہو کر خدا سے بغاوت کر رہے ہیں۔ پاکستان میں پڑھے لکھے لوگوں

کا تناسب اعداد و شمار کے مطابق پچیس تیس فیصد ہے جبکہ اس میں مسلم غیر مسلم سب ہی ہیں مسلمانوں کا تناسب اَن پڑھ طبقہ میں زیادہ ہے اور جو لوگ پڑھے لکھے ہیں اُن کا نوّے ۹۰ فیصد حصّہ تو دین کا مطالعہ یا دلچسپی ہی نہیں رکھتا ا ور بقایا دس فیصد میں سے بڑا حصّہ ولیوں کی کرامات کی من گھڑت کتابوں اور علماء سوء کے جاہ و جلال کی نذر ہو جاتا ہے۔

ذرا غور تو کیجئے کہ ساری دنیا کے لوگ ولیوں اور پیروں کی مدد سے اپنی دُنیا بنا رہے ہیں۔ ترقی پر ترقی کر رہے ہیں۔

ہم کو کائنات میں غور و فکر کی تعلیم قرآن نے دی۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا اور ہمارے واسطے سورج، چاند، ستارے اور کائنات کی چیزیں پیدا کیں۔ مگر ہمارے مقابلہ میں مادہ پرست یورپ، غیر مسلم ہو کر اسلامی احکام کو اپنا کر بحر و بر سے اپنی سعیِ پیہم کا کلمہ پڑھوا رہا ہے۔ فضائیں اس کی مسخّر، ہوائیں اس کی منقاد، سمندر مطیع، دریا فرمانبردار، زمین اس کے حضور خزانے اُگلتی ہے اور آسمان اس پر ہُن برساتا ہے۔ تمام نباتات، جمادات، حیوانات اور کائنات کا ذرّہ ذرّہ اپنی کمیاوی، جوہری اور افادی خدمات کی دُنیا لئے ہُوئے یورپ کے "معماران تقدیر" کی اطاعت میں حاضر ہے۔ وہ جدّوجہد اور سعی و عمل کے پیکر ایسے لوگ ہیں کہ ہر روز اپنی سینکڑوں "تقدیریں" بناتے ہیں چاند فتح کر لیا گیا۔ زمین کے کناروں کے باہر چہل قدمی ہوتی ہے۔ ستاروں پر کمندیں ڈال دی گئیں۔ ستاروں کی مٹی انسان کو پہنچانے سے پہلے حاصل کر لی گئی۔ سورج سے توانائی حاصل کر لی گئی۔ گوبر سے چراغ جلائے جا رہے ہیں اور تحقیق و تدریس کا سلسلہ بڑھ چڑھ کر جاری ہے۔ اور مسلمان قبروں، پیروں، جادوگروں، نجومیوں اور تعویذ گنڈوں کے چکّر میں ذلیل و خوار بیٹھے راکھ کا ڈھیر ہو گئے ہیں۔ حالانکہ

قرآن میں فرمایا گیا ہے اور مسلمان کو سبق پڑھایا ہے۔ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی
"آدمی کو (دین و دنیا میں) اتنا ہی (پھل) ملے گا۔ جتنی کہ اس نے کوشش کی"
کتاب زندہ بغل میں رکھنے والے مسلمان۔

مومن جس طرح اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے نہیں تھکتا عبادات کی بجا آوری میں کاسل و کاہل نہیں ہوتا۔ ہر روز عزمِ نو ذوق فراواں اور بڑھتے ہوئے ایمان کے ساتھ قربِ خداوندی کی منزلیں طے کرتا ہے۔ اسی طرح دنیا کی زندگی میں زندگی کے فرائض پورے کرنے، تمدنی، معیشی، معاشرتی، اصلاحی اور اخلاقی قدروں کو نکھارنے اور بلند کرنے کے لئے ہر بلندی کے بعد دوسری بلندی کی تلاش میں رہتا ہے۔

سارے نبیوں کی تبلیغ کا پہلا بُنیادی نکتہ

سارے نبیوں کی تبلیغ کا پہلا بُنیادی نکتہ توحید ہی تھا جس سے روگردانی کرنے پر بڑی بڑی قوموں اور بستیوں کو برباد کر دیا گیا۔ جتنے نبی دنیا میں بھیجے گئے وہ کسی خاص قوم یا بستیوں کی ہدایت کے واسطے بھیجے گئے لیکن جناب محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری انسانیت کے لئے آخری نبی بنا کر اور دین و دنیا کے معاملات کے واسطے مکمّل آخری کتاب دے کر بھیجا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے وعدہ بھی فرمایا۔

یہ کتاب قیامت تک آنے والوں کے لئے رہنما ہے۔ آج مسلمان قوم دنیا میں بدترین اور ذلیل وخوار قوم اسی وجہ سے بنی ہوئی ہے۔ کہ ایسی زندہ کتاب اللہ اور بلند پایہ نبی کی اُمّت ہونے کے باوجود ایسے کام کر رہی ہے کہ کافر قوموں میں ایسی نامعقول صورتوں کا وجود بھی نہیں ہے۔ آپ نے بھی

سنا ہوگا کہ پاکستان کے قائداعظم جب قانونی تعلیم کے لئے انگلینڈ گئے تو انہوں نے وہاں یونیورسٹی میں دنیا کو بہترین قانون دینے والوں میں سرفہرست پیارے نبی محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دیکھا۔ یہی چیز اُن کے لئے اسلام کی طرف زیادہ لگاؤ کا باعث بنی۔ غیرمسلم ترقی یافتہ قومیں اپنی تحقیق و تدریس کا عمل مسلسل جدوجہد کے ذریعے ہر سمت میں جاری رکھتی ہیں۔ اور اسلام پر ایمان نہ لانے کے باوجود قرآن کے اصول اور قوانین کو بہترین تسلیم کرتے ہوئے دنیا کے واسطے بہت سے فوائد حاصل کرتی رہتی ہیں۔ اگر اتنی فعال قومیں اسلام پر ایمان بھی لے آئیں تو ان کے مقابل کوئی قوم نہ ہوتی۔ ان کی ساری کوششوں اور ایجادات میں دنیاوی ترقی کی انتہاؤں کو عبور کرنا اور مسلمان قوم کا اپنی کتاب وسنت سے روگردانی۔ اہلِ سنت کا دعوٰی کر کے خلافِ سنت اعمال اور دین میں ایجادات کر کے گلا پھاڑ پھاڑ کر اسلام کا نام لینا ہی ساری دنیا کے لئے تباہی کا مقدر دکھائی دے رہا ہے۔

قرآن پاک میں ہے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۸

اور بہت سی بستیوں نے اپنے رب اور اس کے پیغمبروں کے احکام سے سرکشی کی تو ہم نے ان کو سخت عذاب میں پکڑ لیا۔ اور ان پر ایسا عذاب نازل کیا جو دیکھا نہ سُنا تھا۔

چونکہ نہ تو حق کی خوشبو آتی ہے۔ نہ کوئی حق کی واضح صدا سنائی دیتی ہے حق کی تبلیغ کیواسطے وقت کے بدلتے ہوئے حالات پر کڑی نظر اور رائج الوقت ذرائع ابلاغ کو جدید طریقوں پر کام میں لا کر ہمہ وقت منظم جدوجہد

کی ضرورت ہے۔

ایک تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کی مصروفِ عمل نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی کوششوں کو قبول فرمائے۔ میری اس سلسلہ میں چند گذارشات ہیں۔ امید ہے کہ اس جماعت سے وابستہ حضرات غور فرمائینگے

تبلیغ میں بنیادی نکتہ عقائد کی درستگی ہے۔ کلمۂ توحید کی حقیقت کو بڑی حکمت و موعظت کے ساتھ۔ واضح کر کے موجودہ خرافات سے بچانے کے طریقوں کو اوّلیت حاصل ہونی چاہیئے۔ نماز بہت لوگ پڑھتے ہیں اُس میں اللہ کے سامنے اقرار کرتے ہیں کہ ہم تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ اگر عمل اس کے برخلاف ہو تو صورت یہ بن جاتی ہے کہ ہم اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر جھوٹ بولتے ہیں۔ اس لئے اگر عقیدہ صحیح نہیں تو نماز کس کام کی۔

دوسری بات یہ ہے کہ موجودہ تجزیہ کے مطابق شرک و بدعت کی خرافات جس قدر زبردست طریقے پر پاکستان میں ہیں دنیا کے کسی ملک میں نہیں ہیں اور تبلیغی جماعت کی موجودگی اور اُن میں لوگوں کی روز افزوں شمولیت اور دلچسپی کے باوجود ہر نیا دن پچھلے دن سے زیادہ خرابیاں لئے ہوئے آتا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے ساری توجہ اپنے ملک کی سدھار میں صرف ہونی چاہیئے تاکہ اس ملک کو دیکھ کر باہر کے لوگ زیادہ توجہ دے سکیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ جو سالانہ اجتماع کیا جاتا ہے۔ اس میں سال بھر کے واسطے واضح الفاظ میں ایک پالیسی دی جایا کرے جس میں عقیدے کی درستگی کے لئے بنیادی نکتہ توحید ہونا چاہیئے۔

چوتھی بات یہ ہے۔ سالانہ اجتماع کے لئے صرف ایک شہر کا منتخب رہنا بہت سی وجوہات کی بنا پر مناسب نہیں ہے۔ یہ تبدیل ہوتا رہنا چاہیئے تاکہ

دوسرے شہروں کے لوگوں کو بھی موقع ملے وہ بذات خود ان کوششوں کو دیکھ سکیں۔
آخری بات یہ ہے کہ امت کی خیر خواہی اور اللہ تعالیٰ سے سرخروئی کے لئے سالانہ اجتماع کے اختتام پر ایک اعلان عام جاری ہوتے رہنا چاہئے۔ کہ

مسلمانوں اللہ سے ڈرو

قرآن حکیم کو ترجمہ کے ساتھ پڑھو۔ عقائد کی درستگی سے ایمان قائم رہ سکتا ہے۔ مسلمان ہو کر شرک اور بدعت کے کام کرنے۔

اللہ کے ساتھ بغاوت ہے

قرآن حکیم میں واضح کر دیا گیا ہے کہ مشرک کی بخشش نہیں ہے۔
بھائیو! ہر مدد اور ہر ضرورت کے لئے اللہ ہی کو پکارو۔ قبر پرستی۔ پیر پرستی ولیوں اور رسول کو زندہ یا باخبر۔ حاجت روا سمجھنا۔ یہ سب از روئے قرآن اور صحیح احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرک ہے۔ لوگ ایسے کام نیکی سمجھ کر مرتے دم تک کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے وہ ایمان والے نہیں رہتے۔ اسلئے لوگوں کو چاہیئے کہ اللہ سے توبہ کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی مہربانیوں کے ساتھ لوگوں پر متوجہ رہے۔
لوگو! کتاب اللہ اور صحیح سنت رسولؐ کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ تم کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ یہی فرمانِ رسول ہے۔ ہم لوگوں کو خبردار کرتے ہیں اور ان کاموں سے اپنی بیزاری کا اعلان کرتے ہیں۔ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔
یہ درخواست اس وجہ سے ہے کہ جدھر بھی نظر جاتی ہے عرس اور شرک و بدعت کی محفلوں کے پوسٹر اور اخبارات میں اشتہارات اور گھر گھر تقسیم

کے علاوہ عیسائیت کے مشن کی گھر گھر تبلیغی کتب کی تقسیم و اشتہارات نے ایسی یلغار کر رکھی ہے کہ حق کی خوشبو یا صدائیں ماند پڑ گئی ہیں۔ ایسی صورتحال سے نمٹنے کے لئے علمارِ حق سے امت کی نبض پر ہمہ وقت ہاتھ رکھ کر تمام فرسودہ طریقوں کو چھوڑ کر جدید طریقوں سے تشخیص مرض اور علاج کے لئے مسلسل جد وجہد ہی وقت کا بہت بڑا تقاضا ہے۔ گنجائش کے پیشِ نظر مختصراً اشارہ ہی کی جاسکی ہے۔ امید ہے علمارِ حق اور تحریک سے وابستہ لوگ توجہ فرمائینگے تو اللہ تعالیٰ کی مدد بھی شامل ہو جائے گی، انشاء اللہ۔

بھائیو۔ ملت کی تمام روحانی قوتوں کا سرچشمہ توحید ہے اور ملتوں کی روحانی دِق شرک ہے۔ آج کل "جبکہ یہ اُمت روایات میں کھو گئی" دائمی مہلک بیماریوں میں گرفتار ہے۔ توحید کا وہ سبق جس کے لئے انبیائے کرام علیہم السلام دنیا میں بھیجے گئے اور جس کے علمبردار بن کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام آتشِ نمرود کا مقابلہ کرنے کے لئے بے دھڑک آگ میں کود پڑے جس کی تکمیل نبی آخرالزماں علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمائی اور جس سے انحراف کرنے کی وجہ سے بنی اسرائیل سے امامت کا منصب چھین کر بنی اسمٰعیل کو عطا کیا گیا۔ آج اس کے احیار کی جتنی ضرورت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ شرک، ہی ایسی بیماری ہے جو انسان کو انسانیت کے درجہ سے گرا دیتی ہے۔ خوب سمجھ لیں کہ،

مسلمانوں کی اخلاقی و اقتصادی، دینی و دنیوی تباہی و بربادی اور ہر جگہ ہر کام کی خرابی و بدانجامی کے سب سے بڑے اسباب یہی قبر پرستی، ارواح پرستی جھنڈے، تعزیئے، خلاف شرع منتیں، نذریں، مشرکانہ افعال، حرکات، خیالات غنا، سماع اور اچھل کود کی محفلیں، رقص و سرود کے جلسے، مجرے، غرضیکہ طرح طرح کے شرک اور قسم قسم کی بدعتیں ہیں۔ اِن سب خرافات کے ہلاک کرنے

والے اثرات سے خود کو، اپنی اولاد کو، اپنے خاندان کو حتیٰ کہ ناواقف اور بے علم مسلمان بھائیوں کو بچانا چاہیئے۔ کتاب اللہ اور حدیثِ رسول اللہ ؐ کو ترجمہ سے پڑھیں، پڑھائیں، سنیں، سنائیں۔

اس راہ میں آنے والی ہر مشکل، ہر مصیبت کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کریں۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

ترجمہ: زمانہ کی قسم ساری (کی ساری) انسانیت گھاٹے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور (ایمان لاکر) نیک اعمال کئے۔ پھر انھوں نے دین) حق کی تبلیغ کی اور (اس راہ کی آئی ہوئی مصیبتوں پر خود بھی صبر کیا۔ اور دوسروں کو بھی) صبر کی تلقین کرتے رہے۔

بھائیوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرمارہا ہے کہ

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القمر پ۲۷ ع۹)

ترجمہ: اور البتہ تحقیق آسان کیا ہم نے قرآن کو واسطے نصیحت کے، کیا ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا۔

قرآن تو کہتا ہے کہ ہم نے اس کو آسان کیا اور ہم سمجھتے ہیں۔ قرآن تو مولوی صاحبان کے ہی سمجھنے کے لئے ہے۔ اور ہم من گھڑت روایات کی کتابوں پر ایمان کو برباد کر لیتے ہیں۔ ہم کو چاہیئے کہ ان کتابوں کے بجائے قرآن حکیم کو ترجمہ کے ساتھ غور سے پڑھا کریں چونکہ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرمارہا ہے۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۝ سورۃ محمد پ۲۶ آیت ۲۴

ترجمہ: بھلا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر قفل لگ رہے ہیں۔

بھائیو! توحید پر قائم رہ کر سنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپناؤ۔ صرف اسی طرح تمہاری بربادی آبادکاری میں، اور ذلت و رسوائی عزت و سرفرازی میں بدل سکتی ہے۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ (الانعام۔ آیت ۸۲)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان میں شرک کی ملاوٹ نہیں کی۔ انہی کے لئے امن و سلامتی ہے اور وہی راستہ کو پا گئے (اس آیت میں ظلم کے معنیٰ "شرک" زبانِ نبوت نے خود بیان فرمائے ہیں (بخاری و مسلم)

ایک ناسمجھی

اکثر مساجد میں لوگ اس طرح لکھواتے ہیں:۔

یا اللہ "یا محمد" یعنی اللہ کے ساتھ رسول اللہ کو بھی پکارا جا رہا ہے جو صریح شرک ہے، مساجد اللہ واحد کی عبادت گاہ ہوتی ہیں لیکن اس طرح مساجد کو شرک کی جگہ بنا دیا جاتا ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا   پ ۲۹ سورۃ جن رکوع ۱

ترجمہ: اور یہ کہ مسجدیں اللہ کی یاد کے واسطے ہیں سو مت پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو۔

اسکے پیش نظر اپنی مسجدوں میں اصلاح کیجئے۔

از روئے احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّاِنْ قُتِلْتَ اَوْ حُرِّقْتَ ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ : حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ شریک مت کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو اگرچہ تجھ کو کوئی قتل کر ڈالے یا جلا دے ۔

(۲) قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ : ایک شخص نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کونسا گناہ سب سے بڑا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ پکارے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو حالانکہ اللہ ہی نے تجھ کو پیدا کیا ہے ۔

(۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْاَلْ اَحَدُكُمْ رَبَّهٗ حَاجَتَهٗ كُلَّهَا حَتّٰى يَسْاَلَ الْمِلْحَ وَحَتّٰى يَسْاَلَهٗ شِسْعَ نَعْلِهٖ اِذَا انْقَطَعَ ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ : حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر شخص کو چاہیئے کہ اپنی سب حاجتیں اپنے رب ہی سے مانگے یہاں تک کہ نمک بھی اسی سے مانگے اور اگر جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اپنے رب سے ہی مانگے ۔

(۴) قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذَا سَاَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ : حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تو مانگے تو اللہ ہی سے مانگنا اور جب تو مدد چاہے تو اللہ ہی سے مدد چاہنا ۔

(۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِيْ بِالْمُشْرِكِيْنَ وَحَتّٰى يَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِي الْاَوْثَانَ ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہیں آوے گی قیامت جب تک کہ
کئی قومیں میری اُمت میں سے مُشرکین میں نہیں مل جاویں گی۔ اور یہاں تک کہ
کئی قومیں میری امت میں تھان پوجنے لگ جائیں گی ۔

اَوثان جمع وَثَن کی بمعنے تھان جیسے قبر، شجر، چلّہ، چبوترہ، طاق، تعزیہ
لحد، لکڑی، نشان، مکان، چھڑی، مہندی، جھنڈا، الاؤ، پیروں کے بیٹھنے کی جگہ وغیرہ

عَدَمِ قُدرتِ کاملہ کی واقعاتی تعلیم

بیت اللہ شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے ہیں، سجدے کی حالت میں ہیں، ایک بدبخت شقی جاتا ہے، اونٹ کی آنتیں اوجھ گوبر وغیرہ اٹھا لاتا ہے حضورؐ کے اوپر ڈال دیتا ہے، جگر گوشۂ رسول آتی ہیں، آلائش کو پیٹھ پر سے ہٹاتی ہیں (بخاری) آپؐ کا گھر سے بےگھر ہونا، وطن سے بے وطن ہونا، دندانِ مبارک شہید ہونا، پیشانی مبارک زخمی ہونا، جسمِ اطہر کا سنگباری سے لہولہان ہونا، ساحر، کاہن، کاذب، صَابی، مجنوں وغیرہ کا لقب پانا۔ کفّار کا سب وشتم، لعن وطعن سے پیش آنا، آپؐ کو برادری سے باہر کیا جانا، لین دین، کھانا پینا موقوف شادی، بیاہ، رشتہ، ناطہ الگ، ایک موقعہ پر اصحابِ کرامؓ شکایت کرتے ہیں بھوک کے مارے پیٹ پر پتھر باندھے ہیں۔ حضورؐ فرماتے ہیں میرے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہیں۔ حضورؐ کا یہ صاف صاف فرمانا کہ کسی نبی کو راہِ خدا میں میرے مانند تکلیفیں نہیں پہنچیں۔ دُنیا کی رہنمائی کے لئے عدم قدرتِ کاملہ کی زبردست تعلیم ہے ۔

عَدَمِ عِلمِ غیب کی وَاقعاتی تعلیم

(۱) ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ چند اصحاب کرامؓ کو میرے ساتھ کردیں وہ اسلام کی تبلیغ کریں۔ میری قوم مسلمان ہوگئی تو میں بھی ہوجاؤں گا۔ حضورؐ نے ستّر جلیل القدر قاریٔ قرآن اس کے ہمراہ کردیئے جو سب کے سب بڑی بے وفائی اور دھوکے بازی سے راستہ ہی میں شہید کردیئے گئے جس پر حضورؐ کو حد درجہ رنج اور ملال ہوا۔ ایک ماہ تک قاتلین پر بددعا فرماتے رہے۔ (دیکھو صحیح بخاری)

(۲) صحیح بخاری و مسلم میں حدیث ہے۔ حضورؐ نے صاف صاف فرما دیا تھا کہ لوگ اپنے جھگڑے میرے پاس لاتے ہیں۔ بعض اُن میں چرب زبان ہوتا ہے میں جیسا کچھ سنتا ہوں ویسا ہی فیصلہ دیتا ہوں اُس کو چاہیئے کہ اپنے بھائی کا حق نہ لے وہ آگ کا ٹکڑا ہے جو میں نے اُس کے لئے قطع کیا ہے۔

(۳) ایک یہودی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے میں زہر دے دیا جس سے چند اصحاب کرامؓ فوت ہو گئے حضورؐ نے ایک ہی لقمہ کھایا تھا جس سے اخیر تک تکلیف رہی۔ انتقال فرماتے وقت بھی زہر نے اپنا اثر دکھلایا۔ (مشکوٰۃ۔ ابو داؤد دارمی)

(۴) حضرت عائشہ صدیقہؓ پر لوگوں نے تہمت لگائی۔ آپؐ بہت سخت پریشان خاطر رہے۔ حقیقت الامر آپؐ پر منکشف نہ ہوئی کامل ایک ماہ بعد بذریعۂ وحی خدا نے آپ کو بتلایا کہ عائشہ صدیقہؓ اس تہمت سے پاک ہیں اور منافق جھوٹے ہیں۔ (قرآن مجید و صحیح بخاری)

(۵) زمانہ نبویؐ میں چند لڑکیاں گا رہی تھیں ایک بولی ہم میں ایک نبی ہے جو جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مت کہو۔ کل کی بات سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ (بخاری)

(۶) مدینہ شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ لوگ کھجور کے درخت کو پیوند لگاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اگر ایسا نہ کرو تو شاید بہتر ہو۔ انہوں نے پیوند لگانا چھوڑ دیا تو پھلوں میں نقصان آیا۔ اس امر کا ذکر آپ سے کیا گیا آپؐ نے فرمایا میں بشر ہوں دینی حکم جو تم کو دوں اُسے لے لو، اور اپنی رائے سے اگر کچھ کہوں تو میں بشر ہوں (صحیح مسلم)

قبوں اور مقبروں کے بارے میں
تختِ نبوت کے فرمان

احادیث:

(۱) اَنْ لَّا تَدَعَ قَبْرًا مُّشْرِفًا اِلَّا سَوَّیْتَهٗ (مسلم۔ مشکوٰۃ)

(حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو فرمایا اور حکم دیا) کہ تمام اونچی اونچی قبریں گرا کر ہموار کر دو۔

(۲) کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ جَنَازَۃٍ فَقَالَ اَیُّکُمْ یَنْطَلِقُ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ فَلَا یَدَعُ مِنْھَا وَثَنًا اِلَّا کَسَرَہٗ وَلَا قَبْرًا اِلَّا سَوَّاہُ وَلَا صُوْرَۃً اِلَّا لَطَخَھَا فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفْعَلُ فَرَجَعَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَمْ اَدَعْ قَبْرًا اِلَّا سَوَّیْتُہٗ وَلَا

صُورَۃً اِلَّا لَطَخْتَهَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ اِلٰی صَنْعَۃِ شَیْءٍ مِّنْ هٰذَا فَقَدْ کَفَرَ بِمَآ اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (مسند احمد)

ترجمہ: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ پر فرمایا تم میں کوئی ایسا ہے جو مدینہ جائے اور تمام بتوں کو توڑ ڈالے تمام تصویروں کو مٹا دے اور تمام اونچی قبروں کو گرا کر برابر کر دے، ایک شخص کہتا ہے میں جاتا ہوں یا رسول اللہؐ، چنانچہ وہ جاتا ہے اور واپس آن کر کہتا ہے کہ حضورؐ میں نے کسی قبر کو بغیر برابر کئے نہیں چھوڑا۔ اور کسی تصویر کو مٹائے بغیر نہیں چھوڑا، پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب جو شخص ان کاموں میں سے کسی کام کو پھر کرے گا تو وہ میرے ساتھ اور خدا کی کتاب کے ساتھ کفر کرے گا۔"

(۳) لَعَنَ اللّٰہُ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِهِمْ مَسَاجِدَ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعنت کرے اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ کو کہ بنالیں انہوں نے قبریں نبیوں کی سجدہ گاہ

(۴) لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر، قبروں پر مسجد تعمیر کرنے والوں پر اور قبروں پر چراغ روشن کرنے والوں پر۔

(۵) اَلَا وَاِنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانُوْا یَتَّخِذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِهِمْ وَصَالِحِیْهِمْ مَسَاجِدَ فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں نے اپنے نبیوں اور صالح لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا۔ خبردار تم نہ بنالینا قبروں کو سجدہ گاہ میں تم کو اس کام سے منع کرتا ہوں۔

(۶) نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ یُّبْنٰی عَلَیْہِ وَاَنْ یُّقْعَدَ عَلَیْہِ۔ (مسلم)

ترجمہ: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمادی قبروں کو چونا گچ کرنے، اُن پر عمارت بنانے اور اُن پر بیٹھنے سے۔

(۷) لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا (مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمادیا کہ میری قبر کو عیدگاہ مت بنانا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا اللہ سے یہ تھی

(۸) اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدُ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: "یا اللہ نہ کیجیو میری قبر کو بُت کہ پوجی جائے"

یہ شرکیہ نعرے ہیں
اِن سے بچو!

نعرۂ رسالت یا رسُول

نعرۂ حیدری یا علی

نعرۂ غوثیہ یا غوث

یہ سارے کے سارے نعرے مسلمان اور مؤمن کے بہرحال نہیں ہیں

مؤمن کا ایک ہی نعرہ "اللہ اکبر" ہے

یہی نعرہ نبیؐ اور سارے صحابہ کرامؓ نے لگایا ہے۔

اس ذات کے ساتھ جو صحیح معنوں میں دستگیر، مشکل کشا اور حاجت رَوا ہے شریک ٹھیرائے جارہے ہیں۔ اب اگر مالکِ کائنات کا غصّہ اِس اُمت پر نہ بھڑکے گا تو اور کیا ہوگا۔

اس لئے ایسی چیزوں سے پرہیز کیجئے ورنہ کوئی بھی نیک عمل قبول نہیں ہوگا۔

مَدد کیلئے صرف اللہ کو پکارو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک سوال کی دس شکلیں:۔

کیا خدا کے سوا کوئی اور مشکل حل کرنے پر قادر ہے؟

اکثر مذہبی حلقوں میں یہ سوال کہ آیا خدا کے سوا (غیر اللہ) مشکل حل کر سکتا ہے؟ یا صرف خدا ہی اس پر قادر ہے، بڑے زور و شور سے اُچھالا جاتا ہے مگر فریقین میں سے کوئی بھی قائل نہیں ہو پاتا۔ ایک ذی شعور انسان کے ذہن میں یہ سوال اُبھرتا ہے تو وہ اس سوال کو مختلف پہلوؤں سے جانچتا اور پرکھتا ہے کہ کس طرح خدا کے سوا اور کوئی ہستی مشکل کُشائی کر سکتی ہے۔ اِس سوال کی دس مختلف صورتیں ہیں:۔

ایک شخص کو کسی مشکل کا سامنا ہے وہ چاہتا ہے کہ میری مشکل دُور ہو وہ اللہ کے سوا کسی دوسری ہستی کو پکارنا چاہتا ہے جو اس کی مشکل دُور کر دے۔ اب......

1. اگر اللہ کے سوا کوئی اور ہستی مشکل حل کر سکتی ہے تو بتائیے کہ سائل اور مشکل کُشا کے درمیان ہزاروں میل کی دُوری پر وہ زندگی میں یا زندگی کے بعد قبر میں آواز سُن سکتا ہے؟
2. بالفرض یہ ثابت ہو جائے کہ وہ اتنے فاصلے پر آواز سُن سکتا ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ دنیا کی ہر زبان سے واقف ہے یا نہیں مثلاً سرائیکی والا سرائیکی میں مشکل پیش کریگا اسی طرح جرمن جرمنی زبان میں، انگریز انگریزی زبان میں اور پٹھان پشتو زبان میں آواز دے گا۔
3. اگر یہ بات بھی ثابت کر دی جائے کہ وہ ہستی ہر زبان سے واقف ہے تو پھر سوال پیدا ہو گا کہ اگر ایک لمحہ میں سینکڑوں یا ہزاروں لوگ اپنی مشکل اس کے سامنے پیش کریں تو کیا وہ ان سب کی مشکلات اسی لمحہ سُن اور سمجھ لے گا یا اس کے لئے قطار بنانے کی ضرورت پیش آئے گی؟

(ج)

۴ کیا اس ہستی کو کبھی نیند بھی آتی ہے یا وہ ہمیشہ جاگتا رہتا ہے اگر کبھی نیند آتی ہے تو پھر ہمارے پاس ایک لسٹ ہونی چاہئے کہ کب اس کو نیند آتی ہے اور کب وہ جاگ رہا ہوتا ہے تاکہ ہم اپنی مشکل صرف اسی وقت پیش کریں جبکہ وہ سو نہ رہا ہو۔ یا وہ نیند میں بھی سُنتا ہے؟

۵ ایک شخص بولنے سے قاصر ہے وہ ایسی مشکل میں مبتلا ہے کہ اس کا گلا بند ہو چکا ہے اگر وہ دل ہی دل میں اپنی مشکل پیش کرے تو کیا وہ اس کی دلی فریاد بھی سن لے گا؟

۶ انسان کو پیدائش سے لے کر موت تک چھوٹی بڑی تمام مشکلات کا سامنا ہوتا ہے، اگر وہ تمام مشکلات اللہ تعالیٰ حل کرسکتا ہے تو پھر غیر کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اگر غیر ان تمام مشکلات کو حل کرنے پر قادر ہے تو پھر اللہ کی کیا حاجت؟

۷ اگر غیر اللہ مشکل کشا تمام مشکلات حل کرنے پر قادر نہیں ہوسکتا ہے کہ کچھ مشکلات حل کرنے کا بیڑا خدا نے اٹھایا ہو اور کچھ مشکلات حل کرنے کے اختیارات کسی غیر کو دے رکھے ہوں ایسی صورت میں تو ہمارے پاس یہ فہرست ہونی چاہئے کہ کونسی مشکلات خدا تعالیٰ حل کرنے پر قادر ہے اور کونسی مشکلات غیر حل کرسکتا ہے تاکہ سائل اپنی مشکل اسی کے سامنے پیش کرسکے جو اِس کے حل کرنے پر قادر ہو؟

۸ کیا خدا کے سوا جو ہستی مشکل نکال سکتی ہے وہ مشکل ڈال بھی سکتی ہے یا اس کی ڈیوٹی صرف حل کرنے پر ہے؟ اگر وہ مشکل حل کرسکتی ہے تو پھر ڈالنے والا کون ہے؟

۹ بالآخر نتیجہ یہ نکلے گا کہ خدا تعالیٰ مشکلات ڈالنے والا ہے اور غیر اللہ مشکل حل کرنے والا بالفرض ایک ہستی مشکل ڈالنے پر مُصر ہو اور دوسری مشکل حل کرنے پر تو دونوں میں سے کونسی ہستی اپنا فیصلہ واپس لے لیگی؟

۱۰ کسی بھی برگزیدہ یا گنہگار ہستی کا جنازہ پڑھنا ہو تو اس کی بخشش کے لئے اللہ کو آواز دی جائے یا مشکل کشا کو؟

مندرجہ ذیل آیات پر غور کیجئے کہ مصائب و نوائب میں کون پکارے جانے کے لائق ہے۔

(۱) إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (پ ۱ - ع ۱ - فاتحہ)

(۲) وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ (پ ۱ ع ۱۳ - بقرۃ)

(۳) أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (پ ۲ - ع ۷ - بقرۃ)

(۴) مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ (پ ۳ - ع ۲ - بقرۃ)

(۵) تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ (پ ۳ - ع ۱۱ - بقرۃ)

(۶) أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ (پ ۲۰ ع ۱ - نمل)

(۷) وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ (پ ۱۹ ع ۹ - سورۃ الشعراء)

(۸) يَهَبُ لِمَن يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَاءُ الذُّكُورَ (پ ۲۵ - ع ۶ - شوریٰ)

(۹) وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا (پ ۱۲ - ع ۱ - ھود)

(۱۰) اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ (پ ۲۴ - ع ۳ - سورۃ الزمر)

(۱۱) يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ (پ ۲۲ - ع ۱۵ - سورۃ فاطر)

(۱۲) يَسْأَلُهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (پ ۲۷ - ع ۱۲ - سورۃ رحمٰن)

(۱۳) إِن كُلُّ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا - (پ ۱۶ - ع ۹ - مریم)

(۱۴) إِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ (پ ۴ - ع ۱ - سورۃ آل عمران)

(۱۵) مَا مِن دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا - (پ ۱۲ - ع ۵ - سورۃ ھود)

(۱۶) وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (پ ۱۳ - ع ۸ - سورۃ رعد)

(۱۷) إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ (پ ۱۳ - ع ۸ - سورۃ رعد)

(۱۸) مَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ (پ ۴ - ع ۴ - آل عمران)

(۱۹) قُلْ إِنِّي لَن يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِن دُونِهِ مُلْتَحَدًا - (پ ۲۹ - ع ۱۲ - سورۃ جن)

(۲۰) اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ (پ ۲۱ - ع ۲ - سورۃ عنکبوت)

(۲۱) قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا (پ ۲۹ - ع ۱۲ - سورۃ جن)

آیات کا مفہوم

(۱) عبادت اور استعانت کے لئے صرف اللہ ہی کی ذات ہے۔
(۲) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں ہے۔
(۳) وہ پکارنے والے کی پکار اور دعا کو (براہ راست) قبول کرتا ہے۔
(۴) اس کی اجازت حاصل کئے بغیر کوئی اس کی جناب میں سفارش نہیں کرسکتا۔
(۵) وہ جس کو چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے چھین لے۔
(۶) بے قراروں کی دعاؤں کو سننے والا اور بے قراریوں اور بے چینیوں کو دور کرنے والا وہی خالق لایزال ہے۔
(۷) بیماروں کی شفاء اسی کے ہاتھ میں ہے۔
(۸) اولاد صرف وہی بخشتا ہے جسکو چاہے بیٹا دیتا ہے جس کو چاہے بیٹی دیتا ہے۔
(۹) سب کو رزق اور روزی بھی وہی دیتا ہے۔
(۱۰) ہر چیز کا وہ خالق برحق ہے۔
(۱۱) تمام پیغمبر، ولی، بزرگ، شہید، قطب، ابدال اسکے در کے گدا ہیں۔
(۱۲) جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے سب اسکے در کے سوالی اور بھکاری ہیں۔
(۱۳) آسمانوں اور زمین میں ہر شخص اللہ رحمٰن کے پاس غلام ہونے کی حیثیت رکھتا ہے، غلامی کا ہی دم بھرتا ہے۔
(۱۴) وہ ذاتِ پاک تمام مخلوق سے بے نیاز ہے۔
(۱۵) سب کی چوٹیاں اور پیشانیاں غالب خدا کے قبضے میں ہیں۔
(۱۶) آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوق اسکے آگے سرنگوں ہے۔
(۱۷) وہ کسی کو نقصان پہنچانا چاہے تو کوئی روکنے والا نہیں۔
(۱۸) کامیابیاں اور کامرانیاں اور فتح کی شادمانیاں اسی کی طرف سے آتی ہیں۔
(۱۹) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھی مصائب و آلام سے بچاؤ کیلئے صرف اللہ ہی کی جناب پناہ گاہ ہے
(۲۰) روزی کی تنگی اور کشادگی خدا کے بس میں ہے۔
(۲۱) جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بھی کسی کو ضرر اور بھلائی پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

تعارف ادارہ تبلیغ اسلام جام پور

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ۱۹۶۷ء میں مولانا محمد یٰسین صاحب راہیؔ کی نگرانی میں قائم کیا گیا۔ ادارہ ہذا کے قیام کا واحد مقصد قرآن وسنت پر مبنی صحیح اسلامی لٹریچر چھپوا کر عوام الناس میں تقسیم کرنا اور اس طرح انہیں دین حق کی دعوت دینا ہے۔

پورے ملک میں یہ عظیم اور منفرد ادارہ ہے جس کے ذریعے لٹریچر چھپوا کر بڑے پیمانے پر مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ اب تک لاکھوں کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا جاچکا ہے۔

ہزاروں افراد ادارہ کا لٹریچر پڑھ کر راہ ہدایت پا چکے ہیں۔ ادارہ کا کوئی مستقل ذریعہ آمدن نہیں ہے۔ بلکہ دینی جذبہ رکھنے والے مخیّر احباب کے رضا کارانہ مالی تعاون سے ہی اشاعت دین کا یہ سب کام انجام دیا جارہا ہے۔

یہ عظیم جہاد اور صدقہ جاریہ ہے۔ اشاعت دین کے اس مشن کو پسند کرنے والے اہل حق ادارہ کی مالی سرپرستی فرما کر جہاد کے مشن میں ہمارے ساتھ شامل ہوں۔

محمد اسمٰعیل ساجد نائب مدیر ادارہ تبلیغ اسلام

جام پور ضلع راجن پور ۔ فون نمبر 0641-567218

جام پور میں کتاب ھذا ملنے کا پتہ

مولانا محمد یٰسین راہیؔ

مدیر ادارہ تبلیغ اسلام اہلحدیث

جام پور ضلع راجن پور پنجاب پاکستان۔ فون 0641-567218

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی اِلٰہ نہیں جو خالق و مالک کہلائے جانے کا مستحق ہو۔ عالم الغیب، حاضر و ناظر، مختار کل سمجھا جائے نفع ونقصان جس کی مٹھی میں ہو دستگیری، حاجت روائی، مشکل کشائی اور فریادرسی جس کی صفت ہو، اٹھتے بیٹھتے جس کو پکارا جائے،، جس سے غائبانہ خوف کھایا جائے، امیدیں وابستہ کی جائیں۔ جس پر توکل کیا جائے، واسطہ اور وسیلہ کے بغیر جس سے دعائیں مانگی جائیں، جس کے حضور رکوع و سجود ہو، جس کے نام کی نذر و نیاز کی جائے۔ قانون سازی جس کا حق ہو۔ سب جس کے بندے اور محتاج ہوں کسی کو اس پر زور یا زبردستی کا یارانہ ہو۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے اقرار کے معنی یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بشر اور اللہ تعالیٰ کے آخری رسولؐ ہیں۔ ان کے قول و عمل کے سامنے کسی کا قول و عمل ہرگز قابل قبول نہ ہوگا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل کی وہی تعبیر معتبر ٹھہرے گی جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہے قیامت تک سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر شعبہ میں سند آخر ہے اور ہر قسم کی بدعت قابل رد ہے، اس عقیدہ کا مالک گنہگار سے گنہگار بندہ آخر کار جنت کی بادشاہی میں پہنچ کے رہے گا۔ (انشاء اللہ) اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا جنت کی خوشبو تک نہ پا سکے گا۔ چاہے وہ دن میں ہزار نمازیں پڑھنے والا ہر روز تہجد ادا کرنے والا ہمیشہ روزہ رکھنے والا صائم الدہر ہو۔

الٰہ العالمین!

ہر فرد بشر کو اس عقیدہ کے ماننے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

ہماری دعوت یہ ہے کہ!

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو جس بات بات کا حکم دیا ہے یا جسے خود کیا ہے یا جسے کرنے کی اجازت دی ہے اسے من وعن اسی طرح کیجئے اور جس بات سے آپ ؐ نے منع فرمایا ہے اس سے رک جایئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (۵۹:۷)

”جو کچھ رسولؐ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے رک جاؤ“ (سورۃ حشر، آیت ۷)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے معاملے میں جو کام ساری حیات طیبہ میں نہیں کیا وہ کام اپنی مرضی سے کر کے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھنے کی جسارت نہ کیجئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (۴۹:۱)

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسولؐ سے آگے نہ بڑھو“ (حجرات آیت نمبر 1)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اتباع کے مقابلے میں کسی دوسرے کی اطاعت اور اتباع کر کے اپنے اعمال برباد نہ کیجئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ (۴۷:۳۳)

”اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو، رسولؐ کی اطاعت کرو (اور کسی دوسرے کی اطاعت کر کے) اپنے اعمال برباد نہ کرو“ (محمد، آیت ۳۳)

محمد اسماعیل ساجد (نائب مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور۔ راجن پور)